ترکِ رفعِ یدین اور احناف

مؤلف

مفتی محمد جاوید القاسمی محمد آبادی

ڈائریکٹر

المعهد الاسلامی مدینة العلوم الخیریة

پسندفرمودہ

مجاہدِ اسلام حضرت مولانا محمد عثمان صاحب رحمانی لدھیانوی

شاہی امام پنجاب و امیر مجلس احرارِ الاسلام ہند

شعبۂ نشر و اشاعت

المعهد الاسلامی مدینة العلوم الخیریة

اندر لوک ہوٹل کے پیچھے، علی پورہ روڈ، نجیب آباد، بجنور، یوپی

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ نمبر
تقریظ	۶
انتساب	۸
اظہارِ تشکر	۹
آوازِ دل	۱۰
رفع یدین	۱۲
مقاماتِ رفع یدین	//
احناف کا مسلک	۱۳
دلائل احناف	۱۴
پہلی دلیل	۱۵
مشہور اعتراض	۱۶
جواب	۱۷
دوسرا اعتراض	۱۸
جواب	//
تیسرا اعتراض	۱۹
جواب	//
دوسری دلیل	۲۰
تیسری دلیل	۲۱
چوتھی دلیل	۲۲
پانچویں دلیل	۲۳
اعتراض اور اس کا جواب	//
جواب	//
طریقِ اول	۲۴
طریقِ دوم	//
دوسرا اعتراض	//
جواب	//
تیسرا اعتراض	۲۶
جواب	۲۷
چھٹی دلیل	۲۹
ساتویں دلیل	//
آٹھویں دلیل	۳۰
نوٹ	۳۱
نویں دلیل	۳۲

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
دسویں دلیل	۳۴	اٹھارہویں دلیل فعل ابن عمرؓ.....	۵۳
گیارہویں دلیل	۳۶	انیسویں دلیل...........	//
بارہویں دلیل	۳۷	بیسویں دلیل حضرت عبداللہ ابن	۵۴
تیرہویں دلیل	۴۱	مسعودؓ کا فعل	//
تحقیقِ سند	۴۲	اکیسویں دلیل قولِ ابن عمرؓ.......	//
خلاصۃ التحقیق	۴۴	آثارِ تابعینؒ	۵۵
تنبیہ...........	۴۵	بائیسویں دلیل	//
اعتراض	//	تیئیسویں دلیل	۵۶
جواب	۴۶	چوبیسویں دلیل	۵۷
چودہویں دلیل	۴۸	پچیسویں دلیل	۵۸
آثارِ صحابہ	۴۹	چھبیسویں دلیل	//
خلفائے راشدین کا عمل...........	//	ستائیسویں دلیل	۵۹
پندرہویں دلیل...........	//	اٹھائیسویں دلیل	//
اعتراض	۵۰	انتیسویں دلیل پندرہ سو صحابہؓ کا عمل	۶۰
جواب	//	تیسویں دلیل	۶۲
دوسرا اعتراض...........	۵۱	اکتیسویں دلیل...........	۶۳
جواب	//	اعتراض	۶۴
سولہویں دلیل حضرت عمرؓ کا فعل ..	//	جواب	//
سترہویں دلیل حضرت علیؓ کا فعل	۵۲	بتیسویں دلیل	۶۷

مضمون	صفحہ نمبر
دلائل غیر مقلدین	۶۹
غیر مقلدین کی پہلی دلیل	//
جواب	۷۰
پہلا طریق	//
دوسرا طریق	//
تیسرا طریق	۷۱
چوتھا طریق	۷۳
پانچواں طریق	۷۴
چھٹا طریق	۷۵
ترکِ رفع یدین کی معقول وجہ ...	۷۷
ابن عمر کی جانب سے رفع یدین کی	۷۹
منسوخی کا اعلان	//
غیر مقلدین کی دوسری دلیل	۸۰
جواب	۸۱
دوسرا طریق	۸۲
تیسرا طریق	//
چوتھا طریق	۸۳
غیر مقلدین کی تیسری دلیل	۸۵
جواب	۸۷
ترک رفع یدین کی وجوہِ ترجیح ...	۹۰
مناظرۃ الامام الاعظم والاوزاعی .	۹۵
قابلِ نظر دو باتیں	۹۸
دوسری بات	۹۹
تمام فقہاء ترک رفع یدین کی قائل	۱۰۰
تھے	//
مراجع ومصادر	۱۰۲

تقریظ

از:

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد عثمان صاحب رحمانی لدھیانوی
شاہی امام پنجاب وامیر مجلس احرارِ اسلام ہند

مولانا مفتی محمد جاوید صاحب قاسمی ہمارے ملک کے معروف صاحبِ قلم عالم دین ہیں، آپ کے قلم سے کئی معیاری تصنیفات وتالیفات منظر عام پر آچکی ہیں اور انہیں علمی ودینی حلقوں میں قبول عام بھی حاصل ہوا ہے، فالحمد للہ علی ذلک۔

اس وقت ''ترکِ رفع یدین اور احناف'' نامی مولانا مدظلہم کی ایک جدید تالیف پیشِ نظر ہے، اس کتاب کے شروع میں آپ نے رفع یدین کی باقی اور منسوخ ومتروک صورتوں پر تفصیلی کلام کیا ہے اور احناف کے موقف پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں، ان کے کافی وشافی جوابات تحریر کئے ہیں، پھر آخر میں آپ نے غیر مقلدین کے نقطۂ نظر اور ان کے مستدلات کو ذکر کیا ہے اور ان استدلالات کے بڑے ہی معقول و مسکت علمی وتحقیقی جواب پیش کئے ہیں۔ کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوا کہ مولانا محترم نے احناف اور غیر مقلدین کی بنیادی واہم کتب کا بڑی باریک بینی کے ساتھ مطالعہ کیا ہے اور پھر کمالِ خوبی کے ساتھ دونوں طرف کے دلائل کا تجزیہ پیش کیا ہے، دوسرے یہ کہ مؤلف موصوف نے مناظرانہ طرز اپنانے کے بجائے اس کتاب میں انتہائی آسان، سنجیدہ اور عام فہم اسلوب وانداز اختیار کیا ہے تاکہ کتاب کے مندرجات کو غیر جانب دارانہ انداز میں پڑھا جا سکے اور قارئین بہ سہولت احناف کے موقف کو

سمجھ سکیں اور آگے دوسرے لوگوں کو بھی وقتِ ضرورت سمجھا سکیں۔

احناف اور غیر مقلدین کے درمیان اور بھی کئی ایک جزوی وفروعی مسائل میں اختلاف ہے، ویسے تو ہمارے اکابر نے احناف کے دلائل اور ان پر وارد اعتراضات کا اپنی کتب میں ذکر فرمایا ہے اور اکابر کی اس سلسلے کی اردو وعربی کتب ہمارا بیش قیمت سرمایہ ہیں۔لیکن مختلف اور مطول کتابوں میں منتشر ان چیزوں سے کما حقہ استفادہ ہر شخص کے لئے آسان نہیں ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ اس طرز کی کتابیں تیار کی جائیں، جن میں بیک وقت ساری مختلف فیہ چیزوں کو لانے کے بجائے صرف ایک آدھ چیز کو موضوعِ تحریر قرار دیا جائے اور دونوں طرف کے دلائل کا ان میں شرح وبسط کے ساتھ احاطہ کیا جائے، اس طرح ہر مسئلے سے کما حقہ واقفیت آسان ہو سکے گی اور دلائل بھی محفوظ ومستحضر رہیں گے،ہمیں اُمید ہے کہ مولانا مفتی محمد جاوید صاحب قاسمی سوال وجواب کے انداز میں دیگر مسائل پر بھی قلم اٹھائیں گے اور احقاقِ حق وابطالِ باطل کے حوالے سے ان کی کتابیں بڑا اہم رول ادا کریں گی، ان شاءاللہ۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

محمد عثمان رحمانی لدھیانوی

(شاہی امام پنجاب وصدر مجلس احرارِ اسلام ہند)

۱۷/مارچ ۲۰۲۲ء

انتساب

ہر دل عزیز میرے برادرِ کبیر جواب اس دارِ فانی میں نہیں رہے
انتساب کی یہ چند سطریں لکھتے ہوئے بھی آنکھیں نم ہورہی ہے
جن کی محنتوں سے آج میں اس قابل بنا۔
جناب قاری رئیس احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
سابق ناظم مدرسہ انصار العلوم موضع محمد آباد بجنور

عجب دستِ اجل کو کام سونپا ہے مشیت نے
چمن سے پھول چننا اور ویرانے میں رکھ دینا

انہی کے نام: یہ کتاب منسوب ہے۔
ابوحسان
محمد جاوید القاسمی

اظہارِ تشکر

اس کتاب کی تیاری میں دو حضرات کا بیحد تعاون رہا
میرے واٹس ایپ پر کتب مراجع ومصادر بھیجنے میں ان
حضرات نے بہت محنت کی، بلکہ یہ کتاب ان ہی حضرات
کی کوششوں سے، وجود میں آئی۔

(۱) مولانا محمد انعام صاحب، ساکن موضع کاٹکہ، ضلع مظفرنگر۔
(۲) قاری محمد شعیب صاحب، حیاتی مرادآباد۔

شکریہ بہت بہت دوستوں

جَزَاکُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ، خَیْرَ الْجَزَاءَ

ابوحسان
محمد جاوید القاسمی

آوازِ دل

اس موضوع پر اور اسی نام سے آج تقریباً چھ برس قبل سوال وجواب کے انداز میں، احقر نے ایک بہت ہی مختصر رسالہ لکھا تھا، جو ''الحمد اللہ'' علماء اور عوام میں کافی مقبول ہوا، اور اس سے مجھ کو لکھنے کا بہت حوصلہ ملا، آج پھر اسی موضوع اور اسی نام سے ایک نئی کتاب آپ کی خدمت میں، پیش کرتے ہوئے دل جذبۂ تشکر سے معمور اور قلم بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہے کہ اس نے یہ ہمت اور توفیق عطا کی۔

نجیب آباد کے قریب دس کلو میٹر دور ایک مشہور ومعروف بستی ''منڈاوَلی'' میں برادر محترم مولانا مفتی سجاد حنیف راحتپوری کی دعوت وتحریک پر، حضرت مولانا محمد اسلم صاحب اور مفتی عبد القادر ومفتی عرفان اور مفتی عباس حنیف صاحبان کی معیت میں غیر مقلدین کے پھیلائے ہوئے فتنہ کی وجہ سے ایک مسجد میں عوام الناس اور غیر مقلدین سے افہام وتفہیم کے تعلق سے ایک ملاقات رکھی گئی تھی، جس میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا تھا، اور ان حضرات نے بڑے شدومد سے یہ دعویٰ کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ''رفع یدین'' کیا اور ''عدم رفع یدین'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی نہیں، جس کا احقر نے بڑے مدلل انداز میں وہیں پر رد کیا، اور عوام الناس کے سامنے ''ترک رفع یدین'' کے دلائل مع حوالہ جات نکال کر اور پڑھ کر سنائے، جس سے ان غیر مقلدین کا دجل ومکر وفریب عوام کے سامنے واضح ہوا کہ یہ لوگ کسطرح غلط انداز سے حدیث کا سہارا لے کر بھولے بھالے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں، بہر حال اس وقت پھر ضرورت محسوس ہوئی کہ اس موضوع پر از سرِ نو خامہ فرسائی کی جائے اور احناف وغیر مقلدین کے دلائل کا مکمل طور پر جائزہ عوام کی خدمت میں پیش کیا جائے، یہ کتاب اسی کوشش ومحنت کا نتیجہ ہے، جواب آپ کے سامنے ہے، ہم نے اس میں ہر

بات مدلل کی اور کتابوں کا مکمل حوالہ دیا ہے، کسی سنی سنائی بات پر ہم نے یقین نہیں کیا، بلکہ کسی کے دیئے ہوئے حوالہ پر بھی ہم نے اعتبار کرتے ہوئے اس کو نقل نہیں کیا، بلکہ از خود اس حوالہ کو اصل کتاب سے دیکھا، پڑھا اور سمجھا پھر اس کو نقل کیا، تاکہ بات پختہ رہے۔

اس کتاب کی تصنیف کے دوران یہ بات شدت سے محسوس کی گئی کہ محدثین عظام نے باوجود اپنے تقویٰ وطہارت تقدس وعظمت کے (بارگاہ خداوندی میں ہزار بار توبہ کرتے ہوئے) احناف کے ساتھ تعصب کی تمام تر حدوں کو پار کیا مگر اللہ نے ایسے فقہاء وعلماء پیدا کئے جنہوں نے دلائل کا مکمل جائزہ لے کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردیا، بہرحال یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے، فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ ہم احناف کا دفاع کرنے میں کتنے کامیاب رہے، ہمیں کسی طبقہ سے کوئی ذاتی عداوت یا مخالفت نہیں، مگر ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر کوئی قرآن وسنت کا نام لے عوام کو بھٹکانے اور ورغلانے کی کوشش کرے گا تو ان شاء اللہ فرزندان دیوبند اس گمراہ کوشش کو مکمل ناکام بنادیں گے، ہماری یہ محنت آپ کے سامنے ہے کہیں اگر کوئی غلطی محسوس ہو تو آپ احقر کو ضرور مطلع فرمائیں، ایک خطاکار انسان ہوں غلطی کا امکان بہت زیادہ ہے، اطلاع ملنے پر ان شاء اللہ، اس کی اصلاح کردی جائے گی۔

والسلام

ابوحسان محمد جاوید القاسمی

ترک رفع یدین اور احناف

رفع یدین:

نماز میں دونوں ہاتھوں کو کانوں کے بالمقابل اُٹھانا ''رفع یدین'' کہلاتا ہے یہ ایک خاص اصطلاح ہے جس کو عموماً نماز کے لئے ہی استعمال کیا جاتا ہے، ورنہ اصلاً رفع یدین کے معنیٰ ''دونوں ہاتھوں کو اُٹھانا'' ہے بس۔

مقامات رفع یدین:

احادیث شریفہ میں تلاش وجستجو کے بعد مختلف مقامات پر نماز میں ''رفع یدین'' کا ثبوت ملتا ہے۔ (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت۔ (۲) رکوع میں جانے سے پہلے۔ (۳) رکوع سے اٹھنے کے بعد، (۴) سجدہ میں جاتے وقت۔ (۵) سجدہ سے اُٹھنے کے بعد۔ (۶) دو رکعتوں سے اُٹھتے وقت جب تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں۔ (۷) ہر اُٹھنے بیٹھنے کے وقت، ان کا ثبوت ہم آگے پیش کریں گے۔

اختلافی مقامات: تکبیر تحریمہ کے وقت سب کے نزدیک ''رفع یدین'' مشروع ہے، صرف شیعوں کا فرقۂ زیدیہ اس کا قائل نہیں، اسی طرح سجدہ کے وقت اور سجدہ سے اُٹھتے وقت بالاتفاق ''رفع یدین'' متروک ہے۔

البتہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھنے کے بعد، نیز تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت ''رفع یدین'' میں اختلاف ہے غیر مقلدین (نام نہاد اہل حدیث) کے نزدیک ان مقامات پر ''رفع یدین'' نہ صرف مسنون ہے بلکہ ان کے اصرار سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید ان مقامات پر ''رفع یدین'' واجب ہو، یا لازم

اور ضروری ہو۔

احناف ان مقامات پر بھی دلائل کی روشنی میں ''رفع یدین'' کو متروک مانتے ہیں۔

احناف کا مسلک:

رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھنے، نیز تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کے بعد ''رفع یدین'' کو دیگر احادیث کی بناء پر متروک مانتے ہیں، ان کا نظریہ ہے کہ جیسے سجدہ میں جاتے وقت اور سجدہ سے اُٹھتے وقت اور ہر اونچ نیچ کے وقت ''رفع یدین'' کا ذکر احادیث میں موجود ہے مگر دیگر دلائل کی روشنی میں ان مقامات پر ''رفع یدین'' ترک کر دیا گیا ہے، اسی طرح رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھنے کے بعد، نیز تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے پر بھی ''رفع یدین'' متروک ہو چکا ہے۔

البتہ جہاں تک روایات کا تعلق ہے تو حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ''رفع یدین'' اور ''ترک رفع'' دونوں ثابت ہیں۔

جہاں تک ''رفع یدین'' کے ثبوت کا تعلق ہے تو احناف اس کے منکر نہیں، البتہ جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ ''ترک رفع'' احادیث سے ثابت نہیں دلائل کے ساتھ اس کی تردید ضرور کرتے ہیں۔

''رفع یدین'' کے اس مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے صاحب قدوری لکھتے ہیں ''**وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى**''۔ (قدوری، ص:۵۷، کتاب الطلاق، باب صفۃ الصلاۃ، مطبوعہ مکتبہ البشریٰ کراچی پاکستان)

یعنی پہلی والی تکبیر (تکبیر تحریمہ) میں ہی ہاتھوں کو اُٹھائے۔

اور صاحب ہدایہ رقم طراز ہیں: ''**وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى**'' اور صرف پہلی ہی والی تکبیر (تحریمہ) میں اپنے ہاتھوں کو اُٹھائے۔ (ہدایہ ج:۱ ص:۳۳۵، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی پاکستان)

دلائل احناف:

صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ''رفع یدین'' کے ثبوت اور باقی اختلافی مقامات پر (رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھنے پر، دو رکعت کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے پر) رفع نہیں ہے، اس بارے میں احناف کے جو دلائل احادیثِ شریفہ میں دستیاب اور موجود ہیں، ہم ان دلائل کو آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ''رفع یدین'' کے مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ ''نیل الفرقدین فی رفع الیدین'' کے نام سے لکھا ہے، اس میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''رفع یدین'' کی احادیث معنیً متواتر ہیں، جبکہ ''ترک رفع یدین'' کی احادیث عملاً متواتر ہیں، یعنی ''ترک رفع'' پر تواتر بالتعامل پایا جاتا ہے۔
(نیل الفرقدین فی مسائلۃ رفع الیدین، ص:۲۲ مطبوعہ مجلس العلمی ڈھابیل گجرات)

دلائل احناف کے سلسلہ میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ''نیل الفرقدین'' میں فرماتے ہیں کہ یہاں یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ جو حضرات ''رفع یدین'' کے قائل نہیں ان کا مسلک عدمی ہے اور اس لحاظ سے وہ روایات بھی ان کی دلیل ہیں جو صفت صلوٰۃ کو بیان کرتی ہیں، لیکن ''رفع یدین'' اور ''ترک رفع'' سے ساکت ہیں، اس لئے کہ اگر رفع یدین ہوا ہوتا تو صفت صلوٰۃ کو بیان کرتے وقت احادیث ان کے ذکر سے ساکت نہ ہوتیں، اگر حضرت شاہ صاحب کی اس تحقیق کو لیا جائے تو قائلینِ عدمِ رفع یدین کی مؤید روایات کی تعداد احادیث رفع سے بھی زیادہ ہو جاتی ہیں۔

احناف چونکہ ''رفع یدین'' کو ثابت مانتے ہیں، اس لئے وہ ''رفع یدین'' کی روایات پر کوئی جرح نہیں کرتے، لہٰذا ''رفع یدین'' کے مسئلہ پر ہماری آئندہ گفتگو کا منشاء یہ ثابت کرنا نہیں کہ رفع یدین ناجائز ہے، یا احادیث سے ثابت نہیں، بلکہ ہمارا

منشاء محض یہ ثابت کرنا ہے کہ ''ترکِ رفع یدین'' بھی احادیث سے ثابت ہے اور یہی طریقہ راجح و افضل ہے، اور ''رفع یدین'' یا تو منسوخ ہے یا پھر سنت متروکہ ہے، جس پر اکثر صحابہ و تابعین نے ''ترک رفع یدین'' والی روایات کی صحت وتصریح کی بناء پر عمل کرنا ترک کر دیا تھا، جس کو عالم اسلام نے قبول کیا اور احناف نے اختیار کیا اس سلسلہ میں ہم ترتیب وار احناف کے دلائل آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، بعد میں ہم غیر مقلدین کے دلائل بھی آپ کے سامنے لائیں گے اور احناف نے ان دلائل کو کس نظر سے دیکھا ہے وہ بھی ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس مسئلہ کے دلائل حسب ذیل ہیں:

پہلی دلیل:

اس سلسلہ کی سب سے پہلی روایت حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی للہ عنہ سے مروی ہے جسے اکثر اصحاب سنن نے روایت کیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْب، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ: اَلَا اُصَلِّىْ بِكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِىْ اَوَّلِ مَرَّةٍ.

(سنن الترمذی حدیث: ۲۵۷، باب رفع الیدین عند الرکوع، سنن أبی داؤد، حدیث: ۷۴۸، باب: من لم یذکر الرفع عند الرکوع)

(سنن النسائی حدیث: ۱۰۲۶، کتاب الافتتاح، ترک ذلک)

(سنن النسائی حدیث: ۱۰۵۸، باب التطبیق: الرخصۃ فی ترک ذلک).

(مسند احمد، حدیث: ۳۶۸۱، مسند عبد الله بن مسعود)

ترجمہ :حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے (اپنے تلامذہ کو نماز کی عملی تعلیم دیتے ہوئے) فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ پھر آپ نے نماز پڑھی اور صرف پہلی دفعہ (تکبیر تحریمہ میں) رفع یدین کیا۔

یہ حدیث احناف کے مسلک پر صریح بھی ہے اور صحیح بھی، ابن حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کوذکر کرنیکے بعد فرماتے ہیں۔

"إِنَّ هٰذَا الْخَبَرَ صَحِيْحٌ"، (المحلی بالآثار ج:۳، ص: ۴، کتاب الصلاة مسألة: ۴۴۲، حکم رفع اليدين فی الصلاة).

یعنی یہ حدیث صحیح ہے۔

مشہور اعتراض:

اس روایت پر متعدد اعتراضات کئے گئے ہیں ان میں سے مشہور ومعروف اعتراض وہ ہے جو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے:

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: قَدْ ثَبَتَ حَدِيْثُ مَنْ يَرْفَعُ يَدَيْدِ، وَذَكَرَ حَدِيْثَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ، وَلَمْ يَثْبُتْ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْفَعْ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ".

(سنن ترمذی حدیث: ۲۵۶، ابواب الصلاة عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: باب رفع الیدین عند الرکوع)

ترجمہ :حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رفع یدین والی روایت تو ثابت ہیں اور آپ نے (اس کے لئے) زہری عن سالم عن ابیہ، والی حدیث کا ذکر کیا (جس میں رفع یدین کا تذکرہ ہے) اور

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ والی روایت ثابت نہیں یعنی ’’ان النبی ﷺ لم یرفع الا فی اول مرۃ‘‘. گویا حضرت عبداللہ ابن مبارک کے نزدیک حضرت عبداللہ ابن مسعود والی روایت جس میں عدم رفع یدین کا ذکر ہے وہ ثابت نہیں ہے۔

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت ’’ترکِ رفع یدین‘‘ کے سلسلہ میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دو حدیثیں مروی ہیں، ایک کے الفاظ یہ ہیں: ’’عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ثُمَّ لا یَعُوْدُ‘‘ یہ مرفوع روایت ہے۔ (شرح معانی الآثار المعروف طحاوی ج:۱، ص:۴۲۲، حدیث:۱۳۴۹، مطبوعہ عالم الکتب) اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: ’’اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوۃَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّۃٍ‘‘.
(سنن الترمذی، حدیث: ۲۵۷، باب رفع الیدین عند الرکوع).

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود والی روایت ثابت نہیں یہ پہلی والی روایت کے بارے میں ہے دوسری روایت کے بارے میں نہیں جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ سنن نسائی میں یہی حدیث خود حضرت عبداللہ ابن مبارک سے اس طرح مروی ہے:

اَخْبَرَنَا سُوَیْدُ بْنُ نَصر، قَالَ اَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْمُبَارَکِ عَنْ سُفْیَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَۃَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ: اَلَا اُخْبِرُکُمْ بَصَلَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ؟ قَالَ: فَقَامَ، فَرَفَعَ یَدَیْہِ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ثُمَّ لَمْ یُعِدْ.
(سنن النسائی کتاب الافتتاح، ترک ذلک حدیث: ۱۰۲۶)

ثابت ہوا کہ عبداللہ ابن المبارک کا قول پہلی روایت سے متعلق ہے نہ کہ دوسری روایت ہے، لہٰذا ان کے قول کو دوسری روایت پر چسپاں کرنا درست نہیں، یہی وجہ ہے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت عبداللہ ابن مبارک کا یہ قول نقل کرنے کے بعد مستقل سند سے ''الا اصلی بکم'' والی روایت نقل کی اور آگے فرمایا ''**وفی الباب عن البراء بن عازب، قال ابو عیسیٰ: حدیث ابن مسعود حدیث حسن وبه یقول غیر واحد من اصحاب النبی ﷺ والتابعین وھو قول سفیان واھل الکوفة**''. (سنن الترمذی حدیث: ۲۵۷)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث خود امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں قابلِ استدلال ہے۔

دوسرا اعتراض:

اس حدیث پر دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس حدیث کا مدار عاصم بن کلیب پر ہے اور یہ ان کا تفرد ہے۔

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو عاصم بن کلیب مسلم کے راوی ہیں اور ثقہ ہیں لہٰذا ان کا تفرد مضر نہیں، دوسرے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی متابعت کی ہے، چنانچہ ''مسند امام اعظم'' میں یہ حدیث

''قال ابو حنیفة حدثنا حماد عن ابراھیم، عن علقمة والاسود عن ابن مسعود انَّ رسول اللّٰہ ﷺ کان لا یرفع یدیه اِلا عند افتتاح الصلاة ولا یعود لشئی من ذٰلک''.

(مسند الامام الاعظم من روایة موسیٰ بن زکریا الحصکفی،

ص: ۱۵۹، حدیث:۷۹۷، مطبوعہ مکتبۃ البشریٰ کراتشی باکستان)

یہ حدیث ''حماد عن ابراہیم عن الاسود'' کے طریق سے مروی ہے اور یہ سلسلۃ الذہب ہے۔

تیسرا اعتراض:

اس روایت پر تیسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس حدیث کو ''عاصم بن کلیب'' سے روایت کرنے میں سفیان، اور ان سے روایت کرنے میں وکیع متفرد ہیں۔

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر سفیان اور وکیع جیسے کبار ائمہ حدیث کے تفردات کو بھی رد کیا جانے لگے تو پھر دنیا میں کس کا تفرد قابلِ قبول ہو سکتا ہے؟

نیز امام ابوحنیفہ کے طریق میں نہ سفیان ہیں اور نہ ہی وکیع، جس کو ابھی اوپر نقل کیا ہے۔

نیز سفیان سے روایت کرنے میں وکیع کے متفرد ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لئے کہ اُن کے بہت سے متابعات موجود ہیں چنانچہ نسائی میں عبداللہ ابن المبارک ہیں جو یہی روایت سفیان سے بیان کرتے ہیں جس کو ہم پہلے اعتراض کے جواب میں پیچھے ذکر کر چکے ہیں۔

اور سنن ابو داؤد میں ''معاویہ، خالد بن عمرو اور ابو حذیفہ'' وغیرہ نے وکیع کی متابعت کی ہے دیکھئے:

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ، وَخَالِدُ بْنُ عَمْرٍو، وَأَبُو حُذَيْفَةَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمٍ، يَعْنِي ابْنَ كُلَيْبٍ. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ

عَبْـدُ اللّٰـهِ بْـنُ مَسْـعُوْدٍ بِإِسْنَادِهِ بِهٰذَا قَال: فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَرَّةً وَاحِدَةً.

(سنن ابی داؤد حدیث: ۱۵۷، کتاب الصلاة، ابواب تفریع استفتاح الصلاة باب من لم یذکر الرفع عند الرفع)

اس حدیث کی سند میں ''معاویہ، خالد بن عمرو اور ابو حذیفہ'' وکیع کی متابعت میں موجود ہیں۔

ان تمام جوابات سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عائد کئے جانے والے تمام اعتراضات غلط ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس حدیث کو بہت سے محدثین نے صحیح یا حسن قرار دیا ہے، جن میں امام ترمذی، علامہ ابن عبدالبر، علامہ ابن حزم اور حافظ ابن حجر وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم بھی داخل ہیں، لہٰذا اس حدیث کے قابل استدلال ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

دوسری دلیل:

حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُ اللّٰـهِ بْـنِ اَيُّوْبَ الْمَخْزُوْمِيُّ، وَسَعْدَانُ بْنُ نَصْرٍ، وَشُـعَيْبُ بْنُ عَمْرٍ وفى آخِرِيْنَ، قَالُوْا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عَيَيْنَةَ، عَـنِ الـزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اِفْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا، وَقَـالَ بَـعْـضُهُمْ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَـهُ مِـنَ الـرُّكُـوْعِ لَا يَـرْفَعُهُمَا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَالْمَعْنٰى وَاحِدٌ.

(مسند أبی عوانہ، ج: ۱ ص: ۴۲۳، حدیث: ۱۵۷۲ بیان رفع

الیدین فی افتتاح الصلاۃ قبل التکبیر بحذاء منکبیه، الخ).

(مسند حمیدی، ج:۲، ص:۲۷۷، حدیث: ۶۱۴، احادیث: عبداللہ بن عمر بن الخطاب مطبوعه الدار السلفیة عابد بلڈنگ مومن پورہ، بمبئی: ۱۱)

ترجمہ: حضرت سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع فرماتے تو کاندھوں تک اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے، اور جب رکوع کرنے کا ارادہ فرماتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے تو رفع یدین نہیں فرماتے تھے، بعض راویوں نے بیان کیا کہ دونوں سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے، سب راویوں کی روایت کے معنی ایک ہی ہیں (مگر الفاظ مختلف ہیں)۔

تیسری دلیل:

وروی محمد بن جابر، عن حماد بن أبی سلیمان، عن إبراهیم عن علقمة، عن عبد الله بن مسعود قال: صَلَّیْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ یَرْفَعُوْا أَیْدِیَهُمْ اِلَّا عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلَاةِ.

(معرفة السنن والآثار للبیهقی ج: ۱ ص: ۵۵۲، باب من قال لا یرفع یدیه فی الصلاة إلا عند الافتتاح، مطبوعه دار الکتب العلمیة، بیروت لبنان).

(سنن الدار قطنی ج: ۱ ص: ۲۲۲، حدیث: ۱۱۱۸، فیه فَلَمْ

يَرۡفَعُوۡا اَيۡدِيَهُمۡ اِلَّا عِنۡدَ التَّكۡبِيۡرَةِ الۡاُوۡلٰى فِيۡ اِفۡتِتَاحِ الصَّلَاةِ، مطبوعه دار المعرفة، بيروت، لبنان، السنن الكبرى للبيهقى ج: ۲ ص: ۱۱۳، حديث: ۲۵۳۴ باب من لم يذكر الرفع اِلَّا عند الافتتاح مطبوعه دار الكتب العلمية، بيروت لبنان).

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو (یہ حضرات) سوائے نماز کے شروع میں (تکبیر تحریمہ کے وقت) اپنے ہاتھوں کو نہیں اُٹھاتے تھے۔

چوتھی دلیل:

عَنۡ عَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ بۡنِ أَبِيۡ لَيۡلٰى عَنِ الۡبَرَاءِ: اَنَّهٗ رَأَى رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ حِيۡنَ اِفۡتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيۡهِ حَتّٰى حَاذَى بِهِمَا اُذُنَيۡهِ، ثُمَّ لَمۡ يَعُدۡ إِلٰى شَيۡءٍ مِنۡ ذٰلِكَ حَتّٰى فَرَغَ مِنۡ صَلَاتِهٖ.

(سنن الدار قطنى ج: ۱ ص: ۲۲۰، حديث: ۱۱۱۴، مطبوعه دار المعرفة، بيروت لبنان، سنن ابى داؤد، حديث: ۷۴۹، باب: من لم يذكر الرفع عند الركوع)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نے نماز شروع کی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں تک اُٹھایا پھر آپ نے اپنی نماز سے فارغ ہونے تک نماز کے کسی اور موقع پر دوبارہ (ہاتھ نہیں اُٹھائے)۔

پانچویں دلیل:

عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتّٰى انْصَرَفَ.

(سنن ابی داؤد، حدیث: ۷۵۲، باب: من لم یذکر الرفع عند الرکوع).

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نے نماز شروع کی تو اپنے ہاتھوں کو (تکبیر تحریمہ کے وقت) اُٹھایا، پھر (نماز سے) فارغ ہونے تک نہیں اُٹھایا۔

اعتراض اور اس کا جواب:

اس حدیث کی سند پر متعدد اعتراضات کئے گئے ہیں، جس میں نمبر ایک پر تو یہی اعتراض ہے کہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں: "**هٰذا الحديث ليس بصحيح**" کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث تین "طُرُق" سے ذکر کی ہے جن میں سے تیسرے طریق میں ایک راوی "محمد بن عبدالرحمٰن بن أبی لیلیٰ" ہیں جو کہ ضعیف ہیں، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے "**هٰذَا الحديث ليس بصحيح**" کہہ کر اسی طریق کی تضعیف کی ہے جبکہ شروع کے دو طریق کی سند پر انہوں نے کوئی کلام نہیں کیا، بلکہ سکوت اختیار کیا ہے، وہ دونوں طریق یہ ہیں۔

طریقِ اوّل:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ يَزِيْدِ بْنِ اَبِیْ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ لَيْلٰى، عَنِ الْبَرَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اِفْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ اِلٰى قَرِيْبٍ مِنْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ.

طریقِ دوم:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيْدَ، نَحْوَ حَدِيْثِ شَرِيْكٍ.

(سنن ابی داؤد، حدیث: ۷۵۰، ۷۴۹، کتاب الصلاة، ابواب تفریع استفتاح الصلاة، باب: من لم یذکر الرفع عند الرکوع).

چنانچہ ان دونوں طریق سے یہ روایت بالکل صحیح ہے۔

دوسرا اعتراض:

اس روایت پر دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ اس حدیث کے آخر میں "**ثم لا یعود**" کی زیادتی صرف شریک کا تفرد ہے (یعنی اس زیادتی کو صرف شریک نے روایت کیا ہے دوسرے راویوں نے اس کو روایت نہیں کیا) چنانچہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "**روی ھٰذا الحدیث ھشیم و خالد و ابن ادریس عن یزید، لم یذکروا: ثم لا یعود**"۔

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ شریک اس زیادتی کی روایت میں متفرد نہیں، بلکہ ان کے

بہت سے متابعات موجود ہیں۔

مثلاً سفیان ثوری بھی اس زیادتی کو ''یزید ابن ابی زیاد'' سے روایت کرتے ہیں پیش خدمت ہے سفیان ثوری والی روایت۔

حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرَۃَ قَالَ: ثَنَا مُؤَمَّلٌ، قَالَ: ثَنَا سُفْیَانُ، قَالَ: ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ أَبِیْ زِیَادٍ، عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَکَبَّرَ لِاِفْتِتَاحِ الصَّلَاۃِ، رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یَکُوْنَ اِبْھَامَاہُ قَرِیْبًا مِنْ شَحْمَتَی اُذُنَیْہِ، ثُمَّ لَا یَعُوْدُ.

(شرح معانی الآثار ج: ۱ ص: ۲۲۴، حدیث: ۱۳۴۷، مطبوعہ عالم الکتب).

اس حدیث میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ''یزید بن أبی زیاد'' سے ''ثم لا یعود'' کی زیادتی نقل کرنے میں، شریک کے متابع ہیں۔

نیز ہشیم جن کے بارے میں امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ''ثم لا یعود'' کی زیادتی نقل نہ کرنے کا دعویٰ کیا ہے، ان کے دعویٰ کے برخلاف، وہ اس زیادتی کو نقل کرنے میں، ''شریک'' کے ساتھ ہیں۔ چنانچہ ''الکامل لابن عدی'' میں حافظ ابن عبداللہ بن عدی الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَرَوَاہُ ھُشَیْمٌ وَشَرِیْکٌ وَجَمَاعَۃٌ مَعَھُمَا عَنْ یَزِیْدَ بِاِسْنَادِہٖ وَقَالُوْا فِیْہِ: ثُمَّ لَمْ یَعُدْ.

(الکامل لابن عدی ج: ۴ ص: ۲۷۳۰، مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والترزیع).

یعنی ہشیم اور شریک نیز ایک بڑی جماعت نے ان دونوں کے ہمراہ ''یزید''

سے اسی سند کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے جس میں ان لوگوں نے ''ثُمَّ لَمْ یَعُدْ'' والا جملہ روایت کیا ہے۔

اور اسماعیل بن زکریا نے بھی اس زیادتی کو نقل کیا ہے جس کو امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''سنن'' میں ذکر کیا دیکھئے وہ روایت بھی:

حَدَّثَنَا (یَحیَ بْنُ مُحَمَّدِ) بْنِ صَاعِدٍ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَیْمَانَ لَوِیْنُ، ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ زَکَرِیَّا، ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ أَبِیْ زِیَادَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ لَیْلٰی، عَنِ الْبَرَاءِ، اَنَّهٗ رَأَی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اِفْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی حَاذَی بِهِمَا أُذُنَیْهِ، ثُمَّ لَمْ یَعُدْ اِلَی شَیْءٍ مِنْ ذٰلِکَ حَتّٰی فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ.

(سنن الدار قطنی ج: ١ ص: ٦٢٠، حدیث: ١١١٤، مطبوعه دار المعرفة، بیروت لبنان)

اس حدیث کی سند میں ''اسماعیل بن زکریا، یزید بن ابی زیاد،'' کے شاگرد ہیں جو کہ ''ثم لم یعُدْ'' کی زیادتی نقل کرتے ہیں، لہٰذا امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ دعویٰ کہ ''ثُمَّ لَا یَعُوْدُ'' شریک کا تفرد ہے یہ بے بنیاد ہے، ہم ان کے اس دعویٰ کو رد کرتے ہیں، سفیان ثوری، ہشیم اور اسماعیل بن زکریا کی سند سے بھی ''ثم لا یعود'' کی زیادتی والی روایت پیش کر چکے۔

تیسرا اعتراض:

تیسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ یزید بن ابی زیاد جب تک مکہ مکرمہ میں تھے، اُس وقت تک حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ''ثم لا یعود'' کی زیادتی کے بغیر روایت کرتے تھے، پھر جب وہ کوفہ آئے تو وہاں انہوں نے یہ جملہ روایت کرنا شروع کر دیا، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی

اضافہ کے بارے میں سفیان بن عیینہ کا یہ مقولہ نقل کیا ہے، ''اَظُنُّ اَنَّ اَھْلَ الْکُوْفَةِ لَقِّنُوْهُ فَتَلَقَّنَ'' گویا اہل کوفہ نے اس تلقین کے ذریعہ انہیں اس زیادتی کے روایت کرنے پر مجبور کر دیا تھا، اس اعتراض کی طرف امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے:

''حَدَّثَنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَزِيْدَ، نَحْوَ حَدِيْثِ شَرِيْكٍ، لَمْ يَقُلْ: ثُمَّ لا يَعُوْدُ، قَالَ سُفْيَانُ قَالَ لَنا بِالْكُوْفَةِ بَعْدُ: ثُمَّ لا يَعُوْدُ. (سنن ابی داؤد، حدیث: ۷۵۰)

جواب:

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ''نیل الفرقدین'' میں اس اعتراض کا مفصل جواب دیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ کی طرف اس قول کی نسبت درست نہیں، اول تو اس لئے کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سفیان ابن عیینہ کا یہ قول محمد بن حسن البربہاری، اور ابراہیم الرمادی کے واسطے سے نقل کیا ہے۔(السنن الکبریٰ للبیہقی ج: ۲ ص: ۱۱۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیة، بیروت لبنان).

اور یہ دونوں راوی انتہائی ضعیف ہیں، محمد بن حسن بر بہاری کے بارے میں حافظ ذہبی نے برقانی کا قول نقل کیا ہے کہ وہ کذاب ہے ''قال البرقانی: كَانَ كَذَّاباً''

(میزان الاعتدال ج:۳، ص: ۵۱۹، تذکرہ ۷۴۰۳، مطبوعہ دار المعرفة، بیروت لبنان)

اور رمادی کے بارے میں خود حافظ ذہبی نے لکھا ہے کہ وہ سفیان بن عیینہ کی طرف ایسے اقوال منسوب کرتا تھا، جوانہوں نے نہیں کہے:

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلَ سَأَلْتُ أَبِيْ عَنْهُ فَلَمْ يُعْجِبْهُ،

وَقَالَ: كَانَ يَكُوْنُ عِنْدَ سُفْيَانَ، فَيَقُوْمُ فَيَجِيْئُوْنَ اِلَيْهِ الْخُرَاسَانِيَّةُ، فَيُمْلِيْ عَلَيْهِمْ مَالَمْ يَقُلْ ابْنُ عُيَيْنَةَ، فَقُلْتُ لَهٗ اَمَا تَتَّقِي اللّٰهَ، اَمَا تُرَاقِبُ اللّٰهَ.

(میزان الاعتدال ج: ا ص: ۲۳، تذکرہ: ۵۳).

لہٰذا یہ روایت چنداں قابل اعتبار نہیں۔

اس کے علاوہ تاریخی اعتبار سے بھی یہ بات بالکل غلط ہے، کیونکہ اگر سفیان بن عیینہ کے اس قول کو درست لیا جائے تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یزید بن ابی زیاد پہلے مکہ مکرمہ میں مقیم تھے، اور بعد میں کوفہ آئے، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یزید بن اَبی زیاد کی ولادت ہی کوفہ میں ہوئی تھی اور وہ ساری عمر کوفہ میں ہی رہے، لہٰذا اہل کوفہ کی تلقین سے روایت کو بدلنے کا کوئی مطلب ہی نہیں، مزید یہ کہ ابن ابی زیاد کی وفات ۱۳۶ھ میں ہوئی، اور سفیان کی ولادت ۱۰۷ھ میں گویا یزید بن اَبی زیاد کی وفات کے وقت سفیان بن عیینہ کی عمر انتیس تیس کے لگ بھگ تھی، اور خود سفیان بن عیینہ بھی کوفی ہیں، اور ان کے بارے میں یہ بات طے شدہ ہے کہ وہ مکہ مکرمہ ۱۶۳ھ میں گئے ہیں، معلوم ہوا کہ سفیان جب مکہ گئے ہیں اس وقت یزید بن ابی زیاد کی وفات کو تقریباً ستائیس سال گذر چکے تھے، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ سفیان بن عیینہ یہ حدیث یزید بن ابی زیاد سے مکہ میں بھی سن لیں اور اس کے بعد کوفہ میں بھی؟ لہٰذا سفیان ابن عیینہ کی جانب اس مقولہ کی نسبت درست نہیں، اور انہوں نے یہ روایت یزید بن ابی زیاد سے کوفہ میں ہی سنی ہے، مکہ میں نہیں، جس میں ''ثُمَّ لَا يَعُوْدُ'' کی زیادتی ہے۔

نیز یہ روایت امام ابوحنیفہ کی سند سے بھی مروی ہے، جو کہ سنداً و متناً قوی ہے اور اس کی سند بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق ہے دیکھئے وہ روایت۔

چھٹی دلیل:

عَنْ رَوْحِ بْنِ أَبِیْ الْحَرْشِ، سَمِعْتُ أَبَا حَنِیْفَةَ یَقُوْلَ: الشَّعْبِیُّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، یَقُوْلَ: کَانَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اِفْتَتَحَ الصَّلَاۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ مَنْکَبَیْہِ، لَا یَعُوْدُ یَرْفَعُھُمَا حَتّٰی یُسَلِّمَ مِنْ صَلَاتِہٖ.

(مسند الامام أبی حنیفة بروایة أبی نعیم الأصبھانی، مطبوعه مکتبة الکوثر ص: ۱۵٦)

ترجمہ :امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کوفرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کاندھوں تک اُٹھاتے تھے، (پھر) اپنی نماز کا سلام پھیرنے تک دوبارہ (ہاتھوں کو) نہیں اُٹھاتے تھے۔

ساتویں دلیل:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُرْفَعَ الْاَیْدِیْ اِلَّا فِیْ سَبْعَةِ مَوَاطِنَ: فِیْ اِفْتِتَاحِ الصَّلَاۃِ، وَاسْتِقْبَالِ الْکَعْبَةِ، وَعَلَی الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ، وَبِعَرَفَاتَ وَبِجَمْعٍ، وَفِی الْمَقَامَیْنِ وَعِنْدَ الْجَمْرَتَیْنِ.

(کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ، امام بخاری ص: ۱۳۴، حدیث: ۱۴۳، مطبوعه دار ابن حزم، مصنف ابن ابی شیبه ج:۲ ص:٦۵، حدیث: ۲۴٦۲، من کان یرفع یدیه فی اول

تکبیرۃ ثم لا یعود، مطبوعہ مکتبہ الرشد ناشرون. رفع الیدین فی الصلاۃ، ابن قیم الجوزی ص: ۹۹، مطبوعہ دار عالم الفوائد للنشر والتوزیع).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سات مقامات ہی پر (اپنے) ہاتھوں کو اُٹھاؤ۔ (۱) نماز کے شروع میں (تکبیر تحریمہ کے وقت)۔ (۲) استقبال کعبہ کے وقت۔ (۳) صفا۔ (۴) اور مروہ پر۔ (۵) میدان عرفات میں۔ (۶) مزدلفہ میں۔ (۷) اور جمرات پر۔

اس حدیث میں جن سات مقامات پر رفع یدین کا ذکر ہے ان میں تکبیر تحریمہ والی رفع یدین تو ہے لیکن رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھنے کے بعد والی رفع یدین کا کوئی ذکر نہیں اور یہ روایت ہر طرح سے قابل استدلال ہے۔

آٹھویں دلیل:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیٰی، قَالَ صَلِیْتُ اِلٰی جَنْبِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ، قَالَ: فَجَعَلْتُ اَرْفَعُ یَدَیَّ فِیْ کُلِّ رَفْعٍ وَوَضْعٍ، قَالَ؛ وَصَلَّیْنَا الصَّلَاۃَ، قَالَ: یَا ابْنَ اَخِیْ، رَأَیْتُکَ تَرْفَعُ کُلَّ رَفْعٍ وَوَضْعٍ، وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاۃَ رَفَعَ یَدَیْهِ فِیْ اَوَّلِ الصَّلَاۃِ ثُمَّ لَمْ یَرْفَعْهُمَا فِیْ شَیْءٍ حَتّٰی فَرَغَ.

(الخلافیات بین الامامین، للبیهقی ج: ۲ ص: ۳۷۸، حدیث: ۱۷۵۹، مطبوعة الروضة للنشر والتوزیع)

ترجمہ: محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں نماز پڑھی، تو میں نے ہر اونچ نیچ میں رفع یدین کیا، آپ نے فرمایا ہم نے نماز مکمل کر لی، تو انہوں نے فرمایا بھتیجے میں نے تجھے ہر اونچ نیچ میں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا حالانکہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو ابتداء نماز میں ہی (تکبیر تحریمہ کے وقت) رفع یدین کرتے تھے، پھر پوری نماز میں رفع یدین نہ فرماتے تھے، یہاں تک کہ آپ نماز سے فارغ ہو جاتے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "**الدرایة فی تخریج احادیث الهدایة**" میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے، "**لینظر فی اسنادہٖ**" "اس کی سند پر بھی نظر ڈالی جائے" حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے اس حکم کی تعمیل کی تو پتہ چلا کہ اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔ (نیل الفرقدین فی مسألۃ رفع الیدین، مطبوعہ المجلس العلمی ڈھابیل)

البتہ عباد بن زبیر تابعی ہیں، لہٰذا یہ حدیث مرسل ہے، اور مرسل ہمارے اور جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک حجت ہے، لہٰذا محض اس کے مرسل ہونے کی بناء پر اس حدیث پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا ہے۔

نوٹ: یہ احادیث شریفہ تو وہ ہیں جن میں صراحت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے علاوہ کسی اور جگہ نماز میں رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے، ان کے علاوہ وہ احادیث بھی احناف کی دلیلیں ہیں، جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو نماز ارکان نماز اور طریقۂ نماز کی تعلیم دی اور اس موقع پر رکوع میں جاتے اور رکوع سے اُٹھنے کے بعد رفع یدین کا نہ تو حکم دیا اور نہ ہی سکھایا، جبکہ

آپ ﷺ نے مکمل نماز ان کو سکھائی، اگر رفع یدین اتنا اہم اور ضروری تھا تو پھر آپ ﷺ ان کو رفع یدین کی تعلیم بھی دیتے دیکھئے وہ احادیث بھی۔

نویں دلیل:

عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ، اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا مُوْسٰى قَالَ: اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا، وَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا، وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا، فَقَالَ: اِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيْمُوْا اُصُفُوْفَكُمْ، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ الْاِمَامُ فَكَبِّرُوْا، وَاِذَا قَرَأَ: (غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ) فَقُوْلُوْا: آمِيْنَ. يُجِبْكُمُ اللّٰه، وَاِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوْا وَارْكَعُوْا، فَاِنَّ الْاِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ، قَالَ: نَبِيَ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتِلْكَ بِتِلْكَ، وَاِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، يَسْمَعِ اللّٰهُ لَكُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ قَالَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَاِذَا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوْا وَاسْجُدُوْا، فَاِنَّ الْاِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ، قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتِلْكَ بِتِلْكَ، فَاِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ اَوَّلِ قَوْلِ اَحَدِكُمْ، اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ، سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، سَبْعُ كَلِمَاتٍ وَهِيَ تَحِيَّةُ الصَّلَاةِ.

(سنن النسائی، باب التطبیق، باب: قوله: رَبَّنا ولک الحمد: ۱۰۶۷،

صحیح مسلم کتاب الصلاۃ، باب: التشہد فی الصلاۃ حدیث: ۴۰۴)

(سنن ابی داؤد، تفریع ابواب الرکوع والسجود، باب: التشہد: حدیث: ۹۷۲).

ترجمہ :حطان بن عبداللہ نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا اور ہم کو طریقے بتائے اور ہمیں نماز سکھائی چنانچہ آپ نے فرمایا جب تم نماز پڑھو تو صفیں درست کرو، اور تم میں سے ایک آدمی امامت کرے، جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ "غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ" کہے تو تم آمین کہو، اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کرے گا، اور جب وہ تکبیر کہے اور رکوع کرے تو تم بھی تکبیر کہو اور رکوع کرو، اس لئے کہ امام تم سے پہلے رکوع کرتا ہے اور تم سے پہلے سر اُٹھاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُدھر کی کسر اِدھر نکل آئے گی، (یعنی تم اس کے بعد رکوع کرو گے تو وہ تم سے پہلے سر اُٹھائے گا اور تم اس کے بعد اُٹھاؤ گے لہٰذا تمہارا رکوع بھی کے امام رکوع کے برابر ہو جائے گا) اور جب امام "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنۡ حَمِدَہٗ" کہے، تو تم "اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الۡحَمۡدُ" کہو، اللہ تعالیٰ تمہارا کہا ہوا سن لے گا، اس لئے کہ اللہ نے اپنے پیغمبر کی زبان پر فرمایا "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنۡ حَمِدَہٗ" یعنی سن لیا اللہ نے جو کوئی اس کی تعریف کرے، پھر وہ جب تکبیر کہے اور سجدہ کرے تو تم بھی تکبیر کہو اور سجدہ کرو، اس لئے کہ امام تم سے پہلے سجدہ کرتا ہے اور سر اُٹھاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اُدھر کی کسر ادھر نکل آئے گی، اور جب امام بیٹھے تو ہر ایک تم میں سے بیٹھتے ہی یہ کہے "اَلتَّحِیَّاتُ

وَالطَّيِّبَاتُ وَالصَّلٰوتُ لِلّٰهِ. الخ" یہ ساتوں کلمے تحیہ ہیں نماز کے۔

اس حدیث میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے کا طریقہ صحابۂ کرام کو سکھایا اور ایک رکعت کی مکمل تعلیم دی، اور بالخصوص ارکانِ رکوع وسجود کو بیان کیا مگر اس موقع پر آپ نے رفع یدین کی نہ تو ہدایت دی اور نہ ہی حکم دیا۔

دسویں دلیل:

اَنَّ اَبَا مَالِكٍ الْاَشْعَرِيَّ جَمَعَ قَوْمَهٗ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ، اِجْتَمِعُوْا، وَاجْمَعُوْا نِسَائَكُمْ وَاَبْنَاءَ كُمْ، اُعَلِّمُكُمْ صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ صَلّٰى لَنَا بِالْمَدِيْنَةِ، فَاجْتَمَعُوْا وَجَمَعُوْا نِسَاءَ هُمْ وَاَبْنَاءَ هُمْ، فَتَوَضَّاءَ، وَأَرَاهُمْ كَيْفَ يَتَوَضَّاءُ فَاَحْصَى الْوَضُوْءَ اِلٰى اَمَا كِنِهٖ، حَتّٰى لَمَّا اَنْ فَاءَ الْفَيْئُ وَانْكَسَرَ الظِّلُّ قَامَ، فَاَذَّنَ، فَصَفَّ الرِّجَالَ فِيْ اَدْنَى الصَّفِّ، وَصَفَّ الْوِلْدَانَ خَلْفَهُمْ، وَصَفَّ النِّسَاءَ خَلْفَ الْوِلْدَانِ. ثُمَّ اَقَامَ الصَّلَاةَ، فَتَقَدَّمَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَكَبَّرَ، فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَسُوْرَةٍ يُسِرُّهُمَا، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ. ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، وَاسْتَوٰى قَائِماً، ثُمَّ كَبَّرَ وَخَرَّسَاجِدًا، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ، ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَانْتَهَضَ قَائِماً، فَكَانَ تَكْبِيْرُهٗ فِيْ اَوَّلِ رَكْعَةٍ سِتَّ تَكْبِيْرَاتٍ، وَكَبَّرَ حِيْنَ قَامَ اِلَى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ أَقْبَلَ اِلٰى قَوْمِهٖ بِوَجْهِهٖ، فَقَالَ: اِحْفَظُوْا تَكْبِيْرِيْ وَتَعَلَّمُوْا رُكُوْعِيْ وَسُجُوْدِيْ، فَاِنَّهَا صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِیْ كَانَ يُصَلِّیْ لَنَا كَذِیْ السَّاعَةِ مِنَ النَّهَارِ الخ.

(مسند احمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث أبی مالک الاشعری حدیث: ۲۲۹۰۶)

ترجمہ: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو جمع کر کے فرمایا، اے اشعری قوم، تم خود بھی جمع ہو جاؤ اور اپنی عورتوں اور آل اولاد کو بھی جمع کرلو، میں تمہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم والی وہ نماز سکھاؤ نگا جو آپ نے ہمیں مدینہ میں پڑھائی، چنانچہ وہ خود بھی جمع ہوئے اور انہوں نے اپنی عورتوں و آل اولاد کو بھی جمع کرلیا، چنانچہ آپ نے وضو کیا اور ان کو وضو کر کے دکھایا کہ وضو کیسے کیا جاتا ہے (چنانچہ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے پانی کا برتن منگوایا پھر آپ نے تین مرتبہ اپنے ہاتھوں کو دھویا، کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا، اور اپنے سر و کانوں کا مسح کیا، اور اپنے دونوں پیروں کو دھویا۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند الأنصار، حدیث ابی مالک الاشعری حدیث: ۲۲۸۹۳)

آپ نے اچھی طرح سے اعضاء وضو تک پانی پہنچایا حتی کہ جب سایہ ظاہر ہو گیا تو آپ نے کھڑے ہو کر اذان دی، پس امام کے قریب مردوں نے صف باندھی، ان کے پیچھے بچوں نے اور بچوں کے پیچھے عورتوں نے، پھر اقامت ہوئی، آپ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھ گئے، آپ نے تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے رفع یدین کیا، پھر سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت کو آہستہ آواز سے پڑھا پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا تو تین مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" کہا پھر "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو گئے، پھر تکبیر کہہ کر سجدہ میں چلے گئے، پھر تکبیر کہہ کر سر کو اُٹھایا،

پھر تکبیر کہہ کر (دوسرا) سجدہ کیا، پھر تکبیر کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہوگئے۔
چنانچہ آپ نے پہلی رکعت میں چھ تکبیریں کہیں:۔
جب آپ نے اپنی نماز مکمل کر لی، تو اپنی قوم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، میری تکبیروں کو یاد کرلو، اور میرے رکوع و سجود سیکھ لو کیونکہ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ نماز ہے جو آپ ہمیں دن کے اِس حصہ میں پڑھایا کرتے تھے۔

اس حدیث میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم وخاندان کے مردوں، بچوں اور عورتوں کو، وضو، اذان نماز کا مکمل طریقہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہوئے سکھایا اس میں تکبیر تحریمہ کے رفع یدین کے سوا کسی اور جگہ رفع یدین کا کوئی تذکرہ نہیں لہٰذا اگر کسی اور جگہ پر رفع یدین ثابت ہوتا تو حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ ضرور اس نماز مسنون میں اس کا ذکر فرماتے۔

گیارہویں دلیل:

حَدَّثَنَا سَالِمٌ الْبَرَّادِ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى أَبِىْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِىِّ فَسَأَلْنَاهُ عَنِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: اَلَا أُصَلِّىْ بِكُمْ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ؟ قَالَ: فَقَامَ، فَكَبَّرَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَجَا فٰى بَيْنَ اِبْطَيْهِ قَالَ: ثُمَّ قَامَ حَتّٰى اِسْتَقَرَّ كُلُّ شَىْءٍ مِنْه، ثُمَّ سَجَدَ، فَوَضَعَ كَفَّيْهِ، وَجَا فِىْ بَيْنَ اِبْطَيْهِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ حَتّٰى اِسْتَقَرَّ كُلُّ شَىْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ صَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ هٰكَذَا. (مسند احمد بن حنبل، مسند الانصار، حديث أبى مسعود عقبة بن عمرو حديث: ۲۲۳۵۹، سنن نسائی، باب التطبيق، باب مواضع اصابع اليدين فى الركوع حديث: ۱۰۳۷)

ترجمہ: حضرت سالم البراد نے بیان کیا کہ ہم سیدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ہم نے ان سے نماز کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا خبردار کیا میں تمہیں ایسی نماز نہ پڑھاؤں جیسی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے، انہوں نے کہا، پس وہ کھڑے ہوئے اور تکبیر (تحریمہ) کہی اور رفع یدین کیا، پھر رکوع کیا تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا، اور ہتھیلیوں کو اپنی بغلوں سے دور رکھا، فرمایا پھر (رکوع سے) کھڑے ہوئے حتی کہ ہر چیز نے اپنی جگہ پر قرار پکڑا، پھر سجدہ کیا تو اپنی ہتھیلیوں کو (زمین پر) رکھا، اور ان کو اپنی کروٹوں سے دور رکھا، پھر آپ نے اپنے سر کو (سجدہ سے) اٹھایا حتی کہ ہر چیز نے اپنی جگہ پر قرار پکڑا، آپ نے چار رکعات اسی طرح پڑھیں۔

اس حدیث میں بھی حضرت ابو مسعود بدریؓ صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جیسی نماز لوگوں کو پڑھ کر دکھائی جس میں رکوع اور سجدہ کو بالخصوص تفصیل کے ساتھ بیان کیا، آپ نے یہاں تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کا تو تذکرہ کیا، مگر رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کا بالکل بھی ذکر نہیں کیا جبکہ آپ لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم والی نماز پڑھ کر دکھا رہے ہیں، اور رکوع کا طریقہ بالتفصیل بیان کر رہے ہیں، پتہ چلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مقامات پر (بعد میں) رفع یدین نہیں کیا، ورنہ یہ صحابی ضرور بتاتے۔

بارہویں دلیل:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّی، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ، وَقَالَ، اِرْجِعْ فَصَلِّ، فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ، فَرَجَعَ الرَّجُلُ فَصَلّٰى كَمَا كَانَ صَلّٰى، ثُمَّ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَعَلَيْکَ السَّلَامُ" ثُمَّ قَالَ: اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِکَ ثَلَاثَ مِرَارٍ، فَقَالَ الرَّجُلُ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَا اُحْسِنُ غَيْرَ هٰذَا، فَعَلِّمْنِیْ، قَالَ: اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَکَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعاً، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِماً، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِداً ثُمَّ اجْلِسْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِکَ فِیْ صَلَاتِکَ كُلِّهَا فَاِذَا فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُکَ، وَمَا انْتَقَصْتَ مِنْ هٰذَا شَيْئًا فَاِنَّمَا انْتَقَصْتَهٗ مِنْ صَلَاتِکَ، وَقَالَ فِيْهِ، اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلَاةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ.

(سنن ابی داؤد، ابواب تفریع استفتاح الصلاۃ، باب: صلاۃ من لا یقیم صلبه فی الرکوع والسجود حدیث: ۸۵۶)

اس روایت میں حذف واضافہ بھی ہے یعنی بعض کتابوں میں یہ روایت مختصراً آئی ہے اور بعض کتابوں میں تفصیل کے ساتھ، مثلاً ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:۔

عَنْ عَلِیِّ بْنِ يَحْيٰى بْنِ خَلَّادٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَمِّهٖ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، قَالَ: كَانَ رِفَاعَةَ وَمَالِکَ بْنِ رَافِعٍ اَخَوَيْنِ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ، قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَوْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَنَحْنُ حَوْلَهٗ، اِذْ

دَخَلَ رَجُلٌ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَصَلَّى، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عَلَى الْقَوْمِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلَيْکَ، اِرْجِعْ فَصَلِّ، فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يُصَلِّيْ، وَجَعَلْنَا نَرْمُقُ صَلَاتَهٗ، لَا نَدْرِيْ مَا يُعِيْبُ مِنْهَا، فَلَمَّا صَلَّى جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى الْقَوْمِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْکَ، اِرْجِعْ فَصَلِّ، فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ، قَالَ هَمَام: لَا اَدْرِيْ أَمَرَهٗ بِذٰلِکَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثاً فَقَالَ الرَّجُلُ! مَا أَلُوْتُ، وَمَا اَدْرِيْ مَا عِبْتَ عَلَّى مِنْ صَلَاتِيْ، فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّهَا لَا تَتِمُّ صَلَاةُ اَحَدِکُمْ حَتَّى يُسْبِغَ الْوُضُوْءَ کَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَيَغْسِلُ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، وَيَمْسَحُ بِرَاسِهٖ وَرِجْلَيْهِ إِلَى الْکَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُکَبِّرُ اللّٰهَ وَيُثْنِيْ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقْرَأُ اُمَّ الْقُرْآنِ وَمَا اُذِنَ لَهُ فِيْهِ وَتَيَسَّرَ، ثُمَّ يُکَبِّرُ فَيَرْکَعُ فَيَضَعَ کَفَّيْهِ عَلَى رُکْبَتَيْهِ حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهٗ وَتَسْتَرْخِيَ وَيَقُوْلُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، وَيَسْتَوِيْ قَائِماً حَتَّى يُقِيْمَ صُلْبُه، وَيَأْخُذُ کُلُّ عَظْمٍ مَأْخَذَهٗ، ثُمَّ يُکَبِّرُ وَيَسْجُدُ فَيُمَکِّنُ وَجْهَهٗ، قَالَ هَمَامٌ، وَرُبَّمَا قَالَ: جَبْهَتَهٗ مِنَ الْاَرْضِ حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهٗ، وَتَسْتَرْخِيَ، ثُمَّ يُکَبِّرُ وَيَسْتَوِيْ قَاعِداً عَلَى مَقْعَدَتِهٖ وَيُقِيْمُ صُلْبَهٗ، وَوَصَفَ الصَّلَاةَ هٰکَذَا اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ حَتَّى فَرَغَ ثُمَّ قَالَ: لَا تَتِمُّ صَلَاةُ اَحَدِکُمْ حَتَّى يَفْعَلَ ذَالِکَ.

(التحقیق فی احادیث الخلاف لابن الجوزی، ج: ا ص: ۳۸۰)

حدیث: ۴۹۸، کتاب الصلاۃ، مسائل صفۃ الصلاۃ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، سنن ابی داؤد، حدیث: ۸۵۸، ابواب تفریع استفتاح الصلاۃ، صلاۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو ایک شخص نے بھی (مسجد میں) آکر نماز پڑھی، پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا، جاؤ دوبارہ جا کر نماز پڑھو، کیونکہ تمہاری نماز نہیں ہوئی، تو وہ آدمی لوٹ گیا پھر اس نے ویسی ہی نماز پڑھی جیسی پہلے پڑھی تھی پھر اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر سلام کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ''وعلیک السلام'' پھر فرمایا جاؤ دوبارہ نماز پڑھو، کیونکہ تمہاری نماز نہیں ہوئی، حتیٰ کہ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا، تو وہ شخص کہنے لگا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں اس سے بہتر نہیں پڑھ سکتا، آپ ہی مجھ کو سکھا دیجئے (دوسری روایت کے مطابق) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کسی بھی آدمی کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں جب تک کہ وہ اچھی طرح سے ایسے وضو نہ کرے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو وضو کرنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ اپنے چہرے کو دھوئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوئے، اور اپنے سر کا مسح کرے اور اپنے دونوں پیروں کو دھوئے، پھر تکبیر (تحریمہ) کہے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کرے، پھر سورۂ فاتحہ پڑھے اور قرآن کا جو بھی حصہ میسر ہو وہ تلاوت

کرے، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرے پس اپنے ہتھیلیوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر جمادے حتیٰ کہ اس کے جوڑ بالکل مطمئن ہوجائیں، اور ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' کہےاور سیدھا کھڑا ہوجائے حتیٰ کہ اس کی کمر بالکل سیدھی ہوجائے اور ہر ہڈی اپنی جگہ آجائے، پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کرے، چنانچہ اپنے چہرے کو (اور بعض روایت کے مطابق اپنی پیشانی کو) زمین پر جما دے یہاں تک کہ اس کے جوڑ مطمئن ہو جائیں پھر تکبیر کہتا ہوا اپنی سرین پر سیدھا بیٹھ جائے اور کمر کو سیدھا رکھے، اس طرح چار رکعات نماز کا طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا، حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو جائے پھر آپ نے یہ فرمایا جب تک اس طرح سے نہ کرے تب تک تم میں سے کسی کی بھی نماز مکمل نہیں ہوگی۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا مکمل طریقہ بیان کیا، حتیٰ کہ رکوع میں جانے اور رکوع سے اُٹھنے کا بھی تفصیل کے ساتھ مکمل طریقہ صحابہٴ کرام رضی اللہ عنہم کو بتایا، اور ان کے ذریعہ اپنی امت کو بتایا، مگر اس حدیث کو بار بار پڑھنے کے بعد بھی آپ کو ان دونوں مقامات پر کہیں بھی رفع یدین کا تذکرہ نہیں ملے گا، لہٰذا اگر یہ ضروری ہوتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان مقامات پر ''رفع یدین'' کرنے کو ضرور بتاتے، اور اپنی اُمت کو اس کی تعلیم دیتے۔

تیرہویں دلیل:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ لَا یَعُوْدُ. (کتاب الخلافیات للبیهقی ج: ۲ ص: ۳۸٦، ۱۷۵۸، مطبوعه الروضة للنشر والتوزیع)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو (تکبیر تحریمہ کے وقت) اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے تھے، پھر دوبارہ (رفع یدین) نہیں کرتے تھے۔

تحقیقِ سند:

اس حدیث پر چونکہ امام بیہقی نے اعتراض نقل کیا ہے، اس لئے بہتر ہے کہ ان کے اعتراض اور ہمارے جواب سے قبل حدیث ابن عمر کی سند اور اس کے رجال پر نظر ڈال لی جائے، جس سے حدیث کی صحت اور مقام کا اندازہ ہو جائے گا، اس کی سند یہ ہے:

اَخْبَرَنَا اَبُوْ سَعْدٍ سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ الشُّعْبِيُّ الْعَدْلُ، حَدَّثَنِيْ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبٍ مِنْ حِفْظِهٖ بِبَغْدَادَ، ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْبَرَاثِيُّ، ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَوْنِ الْخَرَّازُ، ثَنَا مَالِكٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ.

اس سند میں امام بیہقی کے استاذ:

(۱) ابوسعد سعید بن محمد بن احمد الشعبی العدل۔

(۲) ابوعبداللہ محمد بن غالب۔

(۳) احمد بن محمد بن خالد البراثی۔

(۴) عبداللہ بن عون الخراز۔

(۵) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶) امام زہری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۷) سالم بن عبداللہ بن عمر۔

(۸) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ۔

ان تمام راویوں کے تعدیل اور ثقاہت ہم ائمہ جرح وتعدیل کی زبان سے یہاں نقل کرتے ہیں، جس سے آپ کواس حدیث کی صحت کا اندازہ، ویقین کامل ہوجائے گا۔

چنانچہ اس کے پہلے راوی ابوسعد سعید بن محمد بن احمد الشعمی العدل ہیں ان کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل لکھتے ہیں:"**العدل، معروف من أهل الحديث ادرک الاسانيد العالية بالعراقيين. محدث**

(المنتخب من كتاب السياق نيسابوری لابی اسحاق الصيرفينی تذكره ۷۲۳، الانساب للسمعانی ج:۸ ص:۱۱۳، اللباب فی تهذيب الانساب ج:۲ ص:۱۹۹، تبصير المنتبة بحدير المشتبه ج:۲ ص:۸۱۴).

یعنی یہ عادل ہیں، مشہور ائمہ حدیث میں ان کا شمار ہے، اہل عراق سے ان کی سند عالی ہے محدث ہیں۔

دوسرے نمبر پر راوی ہیں ابوعبداللہ محمد بن غالب ابن الصفار المالکی رحمۃ اللہ ان کے بارے میں کتب رجال میں درج ہے:"**الفقيه احد الأئمة. وكان حافظاً للفقه عالماً بالشروط، متقدماً فيه. محدثٌ، مفتی الأندلس،**

(جذوة المقتبس فی ذكر ولاة الاندلس ج:۲ ص:۸۱، بغية الملتمس فی تاريخ رجال أهل الاندلس تذكره ۲۴۹، سير اعلام النبلاء تذكره: ۲۵۶۷)

یعنی یہ فقیہ ہیں، امام ہیں، فقہ کے حافظ ہیں، محدث ہیں مفتی اندلس ہیں۔

تیسرے راوی احمد بن محمد بن خالد البراثی ہیں، ان کے بارے میں رقم طراز ہیں "**ثقةٌ مأمون.**

("سير اعلام النبلاء" تذكره ۲۵۷۰، تاريخ بغداد تذكره ۲۲۶۱، الثقات من لم يقع فی الكتب الستة تذكره ۲۴۲).

یعنی یہ بھروسے منداور امانت دار (غلطیوں سے محفوظ) ہیں۔

چوتھے عبد اللہ بن عون الخراز ہیں ان کے بارے میں ائمہ حضرات کہتے ہیں:

"**ثقة عابد**" (تقریب التہذیب تذکرہ: ۳۵۲۰)۔

یعنی یہ بھروسے مند، عبادت گذار انسان ہیں۔

آگے کے راوی امام مالک، امام زہری، اور سالم بن عبد اللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، یہ تو معروف ومشہور ثقہ، عادل، اور بخاری ومسلم کے راوی ہیں ان کے بارے میں کچھ کہنا فضول ہے، اور عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ تو وہ صحابی ہیں ان سے متعلق کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔

خلاصۃ التحقیق:

مذکورہ بالا تحقیق سے معلوم ہوا اس حدیث کی سند ڈنکے کی چوٹ پر صحیح ہے، اور اس کے تمام راوی متفق علیہ ثقہ وصدوق ہیں، اسی لئے غیر مقلدوں کے مشہور ومعروف محدث علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس کی صحت اور جودت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکے وہ فرماتے ہیں:

"**وھذا سند ظاھرہ الجوادہ،**

"**سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السئى فى الأمة،**

ج: ۲ ص: ۳۴۷ حديث: ۹۴۳، مطبوعه مكتبة المعارف الرياض"۔

یعنی اس سند کا ظاہر ٹھیک ٹھاک ہے۔

نیز علامہ محمد عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، "**وحديث ابن عمر الذى رواه البيهقى فى (خلافياته) رجاله رجال الصحيح**"۔

نیز آگے چل کر لکھتے ہیں

”فھٰذا الحدیث عندی صحیح لا محالۃ، المواھب اللطیفۃ شرح مسند الامام ابی حنیفۃ ص: ۳۲۶، مطبوعہ دار النوادر“.

یعنی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی وہ روایت جس کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”خلافیات“ میں روایت کیا ہے اس کے راوی صحیح (بخاری ومسلم) کے راوی ہے چنانچہ یہ حدیث میرے نزدیک لامحالہ (یقیناً) صحیح ہے۔

نیز حافظ علاء الدین مغلطائی نے بھی اس حدیث کی سند پر اعتماد کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”لا بأس بسندہ، شرح سنن ابن ماجہ للمغلطائی ص: ۱۴۷۲، مطبوعہ مکتبۃ نزار مصطفی الباز، مکۃ المکرمۃ، الریاض).

یعنی اس حدیث کی سند میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

تنبیہ: یہاں پر ایک بھی اعتراض وجواب نقل کرنا ضروری ہے تا کہ ہمارے سیدھے سادھے، بھولے بھالے۔

احباب دھوکہ نہ کھا جائیں، کیونکہ جب غیر مقلدین کے سامنے یہ حدیث پیش کی جاتی ہے تو وہ لوگ یہی اعتراض پیش کر کے دھوکہ دیدیتے ہیں اور عوام الناس جھانسے میں آ کر ان کے اعتراض پر یقین کر لیتی ہے اور اس صحیح حدیث کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں، وہ اعتراض یہ ہے۔

اعتراض:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد رد کر دیا ہے وہ کہتے ہیں:

”ھٰذَا بَاطِلٌ مَوْضُوْعٌ لَا یَجُوْزُ اَنْ یُذْکَرَ اِلَّا عَلٰی سَبِیْلِ التَّعَجُّبِ اَوِ الْقَدْحِ فِیْہِ، فَقَدْ رُوِیْنَا بِالْاَسَانِیْدِ الزَّاھِرَۃِ عَنْ

مَالِکٍ بِخِلَافِ هٰذَا، وَمَالِکُ بْنُ أَنَسٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَبْرَأُ اِلٰى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ،

(كتاب الخلافيات للبيهقى ج: ٢ ص: ٣٨٦، حديث: ١٧٥٨)

ترجمہ: یہ حدیث باطل اور من گھڑت ہے بطور تعجب یا بطور تنقید ہی اس کو ذکر نا جائز ہے، کیونکہ ہم امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بہترین سندوں سے اس کے خلاف (رفع یدین والی روایات) بیان کر چکے ہیں، اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس روایت سے بری الذمہ ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے پتہ چلا کہ یہ روایت قابلِ استدلال نہیں ہے۔

جواب:

محدث حجاز علامہ شیخ عابد سندھی نے اصول حدیث کے تحت اس کا جواب دیا ہے، بہتر ہے کہ ہم اسی جواب کو یہاں نقل کر دیں، چنانچہ وہ امام بیہقی اور امام حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ کا مذکورہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

”قُلْتُ: تَضْعِيفُ الْحَدِيثِ لَا يَثْبُتُ بِمُجَرَّدِ الْحُكْمِ بِالضُّعْفِ، وَاِنَّمَا يَثْبُتُ بِبَيَانِ وُجُوهِ الطَّعْنِ، وَحَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ الَّذِى رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِى (خِلَافِيَّاتِهٖ) رِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيحِ، فَمَا اَرٰى لَهٗ ضُعْفًا بَعْدَ ذٰلِکَ، اَللّٰهُمَّ اِلَّا اَنْ يَكُونَ الرَّاوِى عَنْ مَالِکٍ مَطْعُونًا، لٰكِنَّ الْاَصْلَ الْعَدَمُ فَهٰذَا الْحَدِيثُ عِنْدِى صَحِيحٌ لَا مُحَالَةَ. (المواهب اللطيفة شرح مسند الامام أبى حنيفة، ص: ٣٢٦)

ترجمہ: (امام حاکم اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی اس حدیث پر غیر مبین

السبب جرح مردود ہے کیونکہ) حدیث میں ضعف محض کسی کے ضعیف کہہ دینے سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس میں اسباب طعن بیان کرنے سے ہوگا، اور یہ حدیث جسے امام بیہقی نے خلافیات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس کے راوی بخاری و مسلم کے راوی ہیں، لہٰذا سند کے صحیح ہونے کے بعد اس میں کوئی ضعف مجھے معلوم نہیں ہوتا، ہاں اگر امام مالک سے نقل کرنے والے راوی مجروح ہوں تو (دوسری بات ہے اور ان میں جرح ثابت نہیں) لہٰذا اس عدم ثبوت کی صورت میں اصل کے لحاظ سے ان میں عدم جرح ہی ہوگی، اس لئے میرے نزدیک یہ حدیث یقینی طور پر صحیح ہے)۔

شیخ علامہ عابد سندھی کا جواب اس بات پر ہے کہ کسی حدیث کو بغیر دلیل کے باطل، موضوع یا ضعیف کہہ دینے سے وہ حدیث باطل، موضوع یا ضعیف نہیں ہو جاتی، بلکہ اس کے باطل موضوع یا ضعیف ہونے کی وجہ اور علت بیان کرنا بھی ضروری ہوتا ہے، غیر مفسر اور مبہم جرح کی وجہ سے کوئی حدیث باطل، موضوع یا ضعیف قرار نہیں دی جا سکتی شیخ عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دور حاضر کے بعض احباب کا حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے غلط قول کا سہارا لے کر اس حدیث کو بغیر کسی پختہ دلیل کے موضوع قرار دینا بالکل غلط باطل و مردود اور اصول حدیث کے خلاف ہے، کیونکہ اس کی سند میں کوئی بھی راوی کذاب، وَضَّاع نہیں بلکہ تمام راوی اتفاقی طور پر ثقہ یا صدوق ہیں، اور نہ ہی اس میں کوئی علت قادحہ پائی جاتی ہے، تو روایت کے باطل یا موضوع ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لہٰذا یہ حدیث بلا شک وشبہ صحیح و ثابت ہے۔

چودہویں دلیل:

قَالَ: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُوْسٰى السَّمَرْقَنْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبِيْ وَكَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا عِنْدَ تَكْبِيْرَةِ الْاِفْتِتَاحِ، قَالَ: اَبِيْ وَرَأَيْتُ الْاَعْمَشَ وَكَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا عِنْدَ تَكْبِيْرَةِ الْاِفْتِتَاحِ، قَالَ: الْاَعْمَشُ وَرَأَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ وَكَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ، قَالَ: اِبْرَاهِيْمُ وَرَأَيْتُ عَلْقَمَةَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ، قَالَ: عَلْقَمَةُ وَرَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ وَكَانَ لَا يَرْفَعُ اِلَّا عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ، قَالَ: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ.

(القند فی ذکر علماء سمرقند بتحقیق یوسف الهادی، ص: ۶۹، باب الالف تذکره: ۶۶، الأنساب للسمعانی ج:۸ ص:۳، تذکره ۲۲۵۵، الشَّابُوْرتذی مطبوعه، مجلس دائرة المعارف العثمانيه حيدر آباد دكن، الهند).

ترجمہ: سفیان ابن وکیع کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ وہ صرف تکبیر تحریمہ کے ہی وقت رفع یدین کرتے تھے، میرے والد نے یہ کہا کہ میں نے امام اعمش کو دیکھا کہ وہ بھی صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی رفع یدین کیا کرتے تھے، امام اعمش نے فرمایا میں نے ابراہیم کو دیکھا کہ وہ بھی صرف تکبیر تحریمہ کے ہی وقت رفع یدین کیا کرتے تھے، ابراہیم نے فرمایا کہ میں نے حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا وہ بھی صرف تکبیر تحریمہ ہی کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے، اور حضرت علقمہ نے فرمایا کہ میں نے

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ بھی صرف تکبیر تحریمہ ہی کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی صرف تکبیر تحریمہ ہی کے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا۔

آثار صحابہ:

ان احادیث مرفوعہ کے علاوہ احناف کے مسلک کی تائید میں بے شمار آثار صحابہ و تابعین ملتے ہیں جن کو احادیث کی مستند اور معتبر کتابوں سے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

خلفاء راشدین کا عمل:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد، سب سے معتبر قول و عمل خلفاء راشدین کا ہے، کیونکہ یہ حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر وحضر کے ساتھی تھے، ابتداء اسلام سے آپ کی وفات تک کی زندگی کے شاہد، لہٰذا ان حضرات کا جو بھی عمل یا قول ہوگا وہ منشاء نبوت کے مطابق ہی ہوگا، لہٰذا آثار صحابہ کے ذیل میں سب سے پہلے ہم خلفاء راشدین کے آثار نقل کرتے ہیں۔

پندرہویں دلیل:

عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ وَمَعَ اَبِيْ بَكْرٍ وَمَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا. فَلَمْ يَرْفَعُوْا اَيْدِيَهُمْ اِلَّا عِنْدَ التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى فِيْ اِفْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، قَالَ: اِسْحَاقُ بِهٖ تَأْخُذُ فِى الصَّلَاةِ كُلِّهَا.

(سنن الدار قطنی ج: ۱ ص: ۲۲۲، حدیث: ۱۱۱۸، مطبوعه دار المعرفة بيروت لبنان)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ نماز کے شروع میں پہلی تکبیر (تکبیر تحریمہ) کے علاوہ ''رفع یدین'' نہیں کرتے تھے اسحاق فرماتے ہیں اس عمل کو ہم پوری نماز میں اختیار کرتے ہیں۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ان تینوں کا عمل یہ بتایا گیا ہے کہ یہ حضرات تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز میں کسی اور مقام پر ''رفع یدین'' نہیں کیا کرتے تھے۔

اعتراض:

اس روایت پر دو اعتراض کیئے گئے جن کو ہم یہاں پیش کرنے کے بعد بالترتیب ان کے جوابات نقل کریں گے۔ان شاء اللہ تعالیٰ۔

پہلا اعتراض تو امام دارقطنی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد یہ کیا ہے کہ اس روایت کی سند میں ایک راوی ''محمد بن جابر'' ہے جو کہ ضعیف ہے، جس کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب:

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ حدیث ضعیف بھی ہے تب بھی ہمارے لئے کوئی نقصان دہ نہیں، کیونکہ ''ترک رفع یدین'' کا دارومدار اس حدیث پر نہیں بلکہ اُن احادیث صحیحہ مرفوعہ پر ہے جو ماسبق میں گذر چکی ہیں، نیز ان کے ضعیف ہونے کے باوجود بھی محدثین نے ان کی روایت کردہ احادیث کو لکھنے کی اجازت دی ہے چنانچہ ابن عدی فرماتے ہیں:''وقد خالف فی أحادیث، ومع ما تکلم فیه من تکلم

یکتب حدیثه" (الکامل فی ضعفاء الرجال ج:٦ ص:٢١٦٣، مطبوعه دار الفکر للنشر والتوزیع)

دوسرا اعتراض:

دوسرا اعتراض یہ کیا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔

جواب:

تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرسل احادیث احناف اور جمہور کے نزدیک قابلِ حجت ہے، لہٰذا یہ اعتراض بھی باطل اور مردود ہے۔

سولھویں دلیل حضرت عمر کا فعل:

حَدَّثَنَا یَحیَ بْنُ آدَمَ، عَنْ حَسَنِ بْنِ عَیَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ اَبْجَرَ، عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ، عَنْ اِبْرَاهِیْمَ، عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ: صَلَّیْتُ مَعَ عُمَرَ فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ فِیْ شَیْءٍ مِنْ صَلَاتِهٖ، اِلَّا حِیْنَ اِفْتَتَحَ الصَّلَاةَ.

"المصنف لابن ابی شیبة ج:٢ ص:٦٢، کتاب الصلاة، من کان یرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لا یعود، حدیث: ٢٤٦٢، مطبوعه مکتبة الرشد، شرح معانی الآثار ج:١ ص:٢٢٧، حدیث: ١٣٦٤، مطبوعه عالم الکتب".

قال ابو جعفر: وهو حدیث صحیح لأن الحسن بن عیاش، وان کان هٰذا الحدیث انما دار علیه، فانّه ثقة حجة، قدذکر ذلک یحی ابن معین وغیره.

ترجمه: امام اسود رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں

نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے نماز کے شروع (تکبیر تحریمہ) کے علاوہ اپنے دونوں ہاتھوں کو نماز کے کسی اور حصہ میں نہیں اُٹھایا۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے، کیونکہ اس کا دارومدار حسن بن عیاش پر ہے اور وہ ثقہ اور قابلِ حجت ہیں، یحییٰ بن معین وغیرہ نے بھی یہی ذکر کیا ہے۔

سترہویں دلیل حضرت علی کا فعل:

فَاِنَّ اَبَا بَكُرَةَ قَدْ حَدَّثَنَا أَبُوُ اَحُمَدَ قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوبكر النهشلي، قَالَ: ثَنَا عَاصِمُ بُنُ كُلَيُبِ عَنُ اَبِيُهِ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنُهُ كَانَ يَرُفَعُ يَدَيُهِ فِي اَوَّلِ تَكْبِيُرَةٍ مِنَ الصَّلَاةِ، ثُمَّ لَا يَرُفَعُ بَعُدُ.

”شرح معانی الآثار ج: ۱ ص: ۲۲۵ حدیث: ۱۳۵۳، باب التكبير للركوع والتكبير للسجود والرفع من الركوع هل مع ذٰلک رفع أم لا، كتاب الحجة على أهل المدينة ج: ۱ ص: ۹۷، باب افتتاح الصّلاة، تحقيق مفتی سید مهدی حسن، مطبوعه عالم الكتب، بيروت، كتاب الخلافيات للبيهقی ج: ۲ ص: ۳۸۰، حدیث: ۱۷۴۶“

ترجمہ: عاصم ابن کلیب اپنے والد (کلیب) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کی پہلی تکبیر (تحریمہ) میں ہی ہاتھ اُٹھاتے تھے، پھر اس کے بعد (ہاتھ) نہیں اُٹھاتے تھے۔

اٹھارہویں دلیل فعل ابن عمر:

حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قَالَ: ثَنَا اَبُوْبَکْرِبْنِ عَیَّاشٍ عَنْ حُصَیْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمْ یَکُنْ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِلَّا فِیْ التَّکْبِیْرَةِ الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلَاةِ.

"شرح معانی الآثار ج: ۱ ص: ۲۲۵، حدیث: ۱۳۵۷، المصنف لابن أبی شیبة ج: ۲ ص: ۶۶ حدیث: ۲۴۶۴ من کان یرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لا یعود، بلفظ (ما رأیت ابن عمر یرفع یدیه اِلّا فی اول ما یفتتح).

ترجمہ: مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، تو آپ نماز کی پہلی والی تکبیر (تحریمہ) کے علاوہ اپنے ہاتھوں کو نہیں اُٹھاتے تھے۔

انیسویں دلیل:

اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ حَکِیْمٍ قَالَ: رَأَیْتُ ابْنَ عُمَرَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ بِحِذَاءِ اُذُنَیْهِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَةِ الْاِفْتِتَاحِ لِلصَّلَاةِ، وَلَمْ یَرْفَعْهُمَا فِیْمَا سِوَی ذٰلِکَ.

"کتاب الحجة عَلی اَهْل المدینة، ج: ۱ ص: ۹۷ باب افتتاح الصلاة"

ترجمہ: عبدالعزیز ابن حکیم نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ نماز میں پہلی تکبیر تحریمہ میں ہی اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کانوں کے بالمقابل اُٹھاتے تھے، اس کے علاوہ (تکبیر

تحریمہ کے علاوہ) آپ دونوں ہاتھ نہیں اُٹھاتے تھے۔

بیسویں دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود کا فعل:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ اَبِی مَعْشَرٍ، عَنْ اِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِی اَوَّلِ مَا يُفْتَتَحُ، ثُمَّ لا يَرْفَعُهُمَا.

"المصنف لابن ابی شیبة ج:۲ ص:۶۵، حدیث: ۲۴۵۵، من کان یرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لا یعود، کتاب الخلافیات للبیهقی ج:۲ ص: ۳۷۹ حدیث: ۱۷۴۳، شرح معانی الآثار ج: ۱ ص:۲۲۷ حدیث: ۱۳۶۳ المصنف لعبد الرزاق ج:۲ ص: ۷۱ حدیث: ۲۵۳۳، مطبوعة من منشورات العلمی، تحقیق محدث حبیب الرحمٰن اعظمی"

ترجمہ: ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ پہلی (تکبیر) میں (جس سے) آغاز کیا جاتا ہے (یعنی تکبیر تحریمہ) اپنے ہاتھوں کو اُٹھاتے تھے، پھر ان کو (کسی دوسرے مقام پر) نہیں اُٹھاتے تھے۔

اکیسویں دلیل قولِ ابن عمر:

حَدَّثَنِی عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ لِی عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنِ يَحْیٰ: حَدَّثَنِی عُثْمَانُ بْنُ سَوَادَةَ بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ نَرْفَعُ اَيْدِيَنَا فِی بَدْءِ الصَّلَاةِ وَفِی دَاخِلِ الصَّلَاةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ، فَلَمَّا هَاجَرَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ تَرَکَ رَفْعَ الْیَدَیْنِ فِی دَاخِلِ الصَّلَاۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَثَبَتَ عَلَی رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِیْ بَدْءِ الصَّلَاۃِ.

”اخبار الفقهاء والمحدثین، لمحمد بن حارث الخشینی ص: ۲۸۲ تذکره ۳۷۸ مطبوعة المجلس الاعلیٰ للابحاث العلمیة معهد التعاون مع العالم العربی“

ترجمہ: سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں نماز کے شروع اور درمیان میں رکوع کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایام اخیرہ میں) درمیان نماز رکوع کے وقت رفع یدین کرنا چھوڑ دیا، اور شروع نماز میں ہمیشہ کرتے رہے۔

آثارِ تابعین:

دورِ صحابہ کے بعد تابعین کا دور آتا ہے، تابعین وہ جماعت ہے، جنہوں نے دورِ صحابہ کو پایا، ان سے علم حاصل کیا اور ان کی شاگردی اختیار کرتے ہوئے ان سے دین سیکھا، دورِ تابعین کے خیر ہونےکی سند خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عطاء کی، لہٰذا اس مسئلہ کو ہم تابعین کے دور میں لے کر چلتے ہیں، تو پتہ چلتا ہے کہ کبار تابعین بھی اسی مسئلہ پر گامزن رہے، پیش خدمت ہیں آثارِ تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ۔

بائیسویں دلیل:

حَدَّثَنَا اِبْنُ مُبَارِکٍ، عَنْ اَشْعَثَ، عَنِ الشُّعْبِیِّ، اَنَّہٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ التَّکْبِیْرَۃِ، ثُمَّ لَا یَرْفَعُھُمَا.

”المصنف لابن ابی شیبة، ج: ۲ ص: ۶۵، حدیث: ۲۴۵۶“

ترجمہ: اشعث رحمۃ اللہ علیہ، امام شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ صرف پہلی تکبیر (تکبیر تحریمہ) میں ہی رفع یدین کیا کرتے تھے، پھر (اس کے بعد) وہ اپنے ہاتھوں کو نہیں اُٹھاتے تھے۔

یہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا عمل ہے، جو کہ کبار تابعین میں سے ہیں، ان کی پیدائش دور فاروقی میں ۲۱ھ میں کوفہ شہر میں ہوئی، اور صحابۂ کرام سے انہوں نے علم حاصل کیا، خود فرماتے ہیں کہ میں نے پانچ سو صحابہ کو پایا ان سے ملاقات کی، ظاہر ہے ان کے رفع یدین نہ کرنے کا عمل، پانچ سو صحابہ کو دیکھ کر ہی ہوگا نہ کہ خود اپنی رائے سے۔

تیئیسویں دلیل:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَ اَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ، قَالَ: كَانَ اَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَصْحَابُ عَلِيٍّ لَا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ اِلَّا فِىْ اِفْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، قَالَ وَكِيعٌ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ.

”المصنف لابن أبی شیبة ج: ۲ ص: ۶۵، حدیث: ۲۴۵۸“

ترجمہ: ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ میں رہنے والے صرف نماز کے شروع (تکبیر تحریمہ) میں ہی رفع یدین کیا کرتے تھے، وکیع فرماتے ہیں دوبارہ (رفع یدین) نہیں کرتے تھے۔

اس حدیث کی سند ایک دم صحیح ہے، جس میں یہ مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے جملہ شاگرد ساتھ میں رہنے والے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جملہ شاگردان کے ساتھ میں رہنے والے جن کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے جو سفر و

حضر، جنگ وجدل میں ہردم ساتھ رہے، یہ سب کے سب تکبیر تحریمہ کے علاوہ کسی اور مقام پر نماز میں ''رفع یدین'' نہیں کرتے تھے، ظاہر ہے ان حضرات کا یہ عمل حضرت عبداللہ ابن مسعود وحضرت علی رضی اللہ عنہما کے عمل کے مطابق ہی تھا ورنہ یہ حضرات ''رفع یدین'' کوترک نہ فرماتے۔

چوبیسویں دلیل:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ: كَانَ قَيْسٌ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اَوَّلَ مَا يَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ، ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا.

''المصنف لابن ابی شیبة ج:۲ ص:۶۵ حدیث: ۲۴۶۱''

ترجمہ: اسماعیل فرماتے ہیں کہ حضرت قیس رحمۃ اللہ علیہ نماز کے شروع میں داخل ہونے پر (تکبیر تحریمہ کے وقت) اپنے ہاتھوں کو اُٹھاتے تھے، پھر (اسکے بعد) ان کو نہیں اُٹھاتے تھے۔

حضرت قیس رحمۃ اللہ علیہ جن کا عمل نقل کیا گیا یہ قیس بن ابی حازم ابوعبداللہ البجلی الکوفی ہیں، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے مدینہ روانہ ہوئے مگر سوئے قسمت کہ آپ کے دوران سفر ہی مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے، اگر چہ بعض نے یہ بھی کہا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا ہے مگر یہ بات پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچتی، البتہ انہوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے لشکر میں رہ کر جہاد کیا ہے، اور مشہور جنگ، جنگ یرموک میں شامل رہے ہیں، پچاسوں ہزار صحابہ کو آپ نے دیکھا ہے، یہ ان کا مقام ومرتبہ ہے، کبار تابعین میں سے ہیں، ان کے بارے میں اسماعیل فرماتے ہیں کہ یہ صرف پہلی والی تکبیر کے ہی وقت

''رفع یدین'' کرتے تھے بقیہ نماز کے دیگر مقامات پر یہ رفع یدین نہیں کرتے تھے، ظاہر ہے ان کا ''ترک رفع یدین'' والا عمل ان صحابۂ کرام کو دیکھ کر ہی ہوگا، ازخود انہوں نے یہ عمل اختیار نہیں کیا ہوگا، ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ صحابہ ''رفع یدین'' کرتے ہوں اور یہ اس کو چھوڑ دیتے ہوں۔

پچیسویں دلیل:

قَالَ: عَبۡدُ الۡمَلِکِ، وَرَأَیۡتُ الشُّعۡبِیَّ وَ اِبۡرَاهِیۡمَ وَأَبَا اِسۡحَاقَ لَا یَرۡفَعُوۡنَ اَیۡدِیَهُمۡ اِلَّا حِیۡنَ یَفۡتَتِحُوۡنَ الصَّلَاةَ.

''المصنف لابن ابی شیبة ج: ۲ ص: ٦٦، حدیث: ٢٤٦٦''

ترجمہ: عبدالملک کہتے ہیں کہ میں نے امام شعبی، ابراہیم نخعی اور ابو اسحٰق رحمہم اللہ ان سب کو دیکھا کہ یہ حضرات اپنے ہاتھوں کو صرف نماز شروع کرنے کے وقت ہی اُٹھاتے تھے۔

اس روایت میں تین کبار تابعین، امام شعبی، امام نخعی، اور امام ابو اسحٰق رحمۃ اللہ علیہم کا فعل نقل کیا ہے کہ یہ حضرات صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی ''رفع یدین'' کیا کرتے تھے، بقیہ مقامات پر یہ حضرات ''رفع یدین'' نہیں کرتے تھے، یہ صحابہ کے شاگرد ہیں اور ظاہر ہے ان کا ''رفع یدین'' نہ کرنا یہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے تعلیم کی بنیاد پر ہی ہوگا، انہی سے ان حضرات نے تکبیر تحریمہ کے علاوہ ''رفع یدین'' نہ کرنا سیکھا ہوگا۔

چھبیسویں دلیل:

حَدَّثَنَا هُشَیۡمٌ قَالَ: اَخۡبَرَنَا حُصَیۡنٌ وَمُغِیۡرَةٌ، عَنۡ اِبۡرَاهِیۡمَ، اَنَّهٗ کَانَ یَقُوۡلُ: اِذَا کَبَّرۡتَ فِیۡ فَاتِحَةِ الصَّلَاةِ فَارۡفَعۡ یَدَیۡکَ، ثُمَّ لَا تَرۡفَعۡهُمَا فِیۡمَا بَقِیَ.

"المصنف لابن ابی شیبة، ج:۲ ص:۶۵ حدیث:۲۴۵۷"

ترجمہ: حصین اور مغیرہ رحمہما اللہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے، کہ جب تم نماز کے شروع میں تکبیر (تحریمہ) کہو تو اپنے ہاتھوں کو اُٹھاؤ، پھر بقیہ (مقامات) میں ان کو مت اُٹھاؤ۔

ستائیسویں دلیل:

حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنِ عَیَّاشٍ، عَنْ حُصَیْنٍ وَمُغَیْرَةَ، عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ: لَا تَرْفَعْ یَدَیْکَ فِی شَیْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ اِلَّا فِیْ الْاِفْتِتَاحَةِ الْاُوْلٰی.

"المصنف لابن ابی شیبة، ج:۲ ص:۶۵ حدیث: ۲۴۵۹، کتاب الحجة علی أهل المدینة ج: ۱ ص:۹۶، باب افتتاح الصلاة"

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سوائے پہلی والی تکبیر (تکبیر تحریمہ) کے نماز کے کسی اور حصہ میں اپنے دونوں ہاتھ بالکل بھی مت اُٹھاؤ۔

اٹھائیسویں دلیل:

حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ خَیْثَمَةَ وَاِبْرَاهِیْمَ قَالَ: کَانَا لَا یَرْفَعَانِ أَیْدِیْهُمَا اِلَّا فِیْ بَدْءِ الصَّلَاةِ.

"المصنف لابن أبی شیبة ج:۲ ص:۶۵، حدیث: ۲۴۶۰ من کان یرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لا یعود"

ترجمہ: طلحہ، خیثمہ اور ابراہیم نخعی کا فعل نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حضرات صرف نماز کے شروع میں اپنے دونوں ہاتھ اُٹھایا کرتے تھے۔

انتیسویں دلیل پندرہ سو (۱۵۰۰) صحابہ کا عمل:

کوفہ وہ اسلامی شہر ہے جسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آباد کیا تھا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دارالخلافہ بنایا تھا، اس میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد آکر قیام پذیر ہوئی، مؤرخین نے ان کی تعداد پندرہ سو بیان کی ہے۔

چنانچہ امام احمد بن عبداللہ بن صالح العجلی الکوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

”نَزَلَ الْكُوفَةَ اَلْفُ وَخَمْسُ مِأَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“.

(تاريخ الثقات للعجلى ص:۵۱۷ فيمن نزل الكوفة وغيرها من الصحابة، مطبوعة دار الكتب العلمية بيروت لبنان).

اور کوفہ میں قیام پذیر تمام حضرات نے شروع نماز کے علاوہ ”رفع یدین“ چھوڑ دیا تھا، جیسا کہ ان تصریحات سے واضح ہوتا ہے، جو ابن عبدالبر نے الاستذکار اور التمہید میں نقل کی ہیں، الاستذکار کی عبارت یہ ہے:

”وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ الْمَرْوَزِيُّ، لَا اَعْلَمُ مِصْرًا مِنَ الْأَمْصَارِ تَرَكُوْا بِاَجْمَعِهِمْ رَفْعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْخَفْضِ وَالرَّفْعِ فِيْ الصَّلَاةِ اِلَّا اَهْلَ الْكُوْفَةِ، فَكُلُّهُمْ لَا يَرْفَعُ اِلَّا فِي الْاِحْرَامِ“.

ترجمہ: ابوعبداللہ محمد بن نصر المروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اہل کوفہ کے علاوہ میں کسی ایسے شہر کے بارے میں واقف نہیں کہ جہاں کے رہنے والوں نے اجتماعی طور پر اکھٹا ہو کر (رکوع میں) جھکنے کے وقت اور (رکوع سے) اُٹھنے کے وقت ”رفع یدین“ چھوڑ دیا ہو، چنانچہ یہ سب کے سب صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی ”رفع یدین“ کیا کرتے تھے۔

”الاستذکار لابن عبد البر ج: ۴ ص: ۹۹ کتاب الصلاۃ، باب افتتاح الصلاۃ قول: ۴۲۹۶، مطبوعه دار قتيبة للطباعة والنشر، دمشق، بيروت، دار الوعی، حلب: القاهرة“

اور التمہید میں فرماتے ہیں:۔

”وَهُوَ قَوْلُ الْكُوْفِيِّيْنَ، سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَاَبِىْ حَنِيْفَةَ وَاَصْحَابِهٖ، وَالْحَسَنُ بْنِ حَيٍّ، وَسَائِرِ فُقَهَاءِ الْكُوْفَةِ قَدِيْماً وَحَدِيْثاً“.

حوالہ آگے آرہا ہے:۔

اور یہی اہل کوفہ کا قول ہے، یعنی سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور ان کے ماننے والے، اور حسن بن حی، اور کوفہ کے قدیم وجدید تمام فقہاء کرام کا یہی (تکبیر تحریمہ کے وقت ہی رفع یدین ہے باقی جگہوں پر نہیں) قول ہے:

آگے فرماتے ہیں:

”قَالَ اَبُوْ عَبْدُ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ الْمَرْوَزِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِىْ كِتَابِهٖ فِىْ رَفْعِ الْيَدَيْنِ مِنَ الْكِتَابِ الْكَبِيْرِ، لَا نَعْلَمُ مِصْراً مِنَ الْأَمْصَارِ يُنْسَبُ اِلٰى أَهْلِهٖ الْعِلْمُ قَدِيْمًا تَرَكُوْا بِاِجْمَاعِهِمْ رَفْعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْخَفْضِ وَالرَّفْعِ فِى الصَّلَاةِ اِلَّا اَهْلَ الْكوفَةَ“.

”التمهيد لابن عبد البر :۲۱۲/۲۱۳ حديث اول لابن شهاب، عن سالم، مسند“

اس عبارت کا ترجمہ و مطلب بھی وہی ہے جو ہم نے ”الاستذکار“ کی عبارت کا اوپر بیان کیا۔

نیز عظیم محدث امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ”ترک رفع یدین“ والی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

وَبِهٖ يَقُوْلُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَأَهْلِ الْكُوْفَةِ.

''ترمذی حدیث:۲۵۷ کے تحت: باب رفع الیدین عند الرکوع، ابواب الصلاۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''

ترجمہ: اور یہی (تکبیر تحریمہ کے علاوہ کسی اور جگہ رفع یدین نہ کرنا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے متعدد اہل علم صحابہ اور تابعین فرماتے ہیں اور یہی سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا قول ہے۔

ان تمام تصریحات سے معلوم ہوا کہ اہل کوفہ متفقہ طور پر ''رفع یدین'' نہیں کرتے تھے، جس میں سے پندرہ سو اصحاب رسول بھی تھے انہی کو دیکھ کر اہل کوفہ نے یہ عمل اختیار کیا۔

تیسویں دلیل:

امام سفیان ثوری کا چونکہ اپنے زمانہ میں ایک مستقل فقہ رہا ہے، اور ''ترک رفع یدین'' کے سلسلے میں انکا اہل کوفہ کے ساتھ مستقلاً نام آتا ہے، اس لئے ان کی فقہ سے یہاں ان کا نظریہ بھی درج کیا جاتا ہے، چنانچہ ''رفع یدین'' کے سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں:

وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلٰى حِذَاءِ اُذُنَيْهِ مَعُ هٰذِهِ التَّكْبِيْرَةِ، ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا اَبَدًا مَعُ غَيْرِ هٰذِهِ التَّكْبِيْرَةِ.

''فقه سفيان الثورى ص: ٥٦٠''

ترجمہ: اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کانوں کے بالمقابل اُٹھائے

اس تکبیر (تکبیر تحریمہ) کے ساتھ، پھر اس تکبیر کے علاوہ (دوسری تکبیرات) کے ساتھ قطعی اپنے ہاتھ نہ اُٹھائے۔

وَكَانَ الثَّوْرِيُّ وَوَكِيْعٌ وَبَعْضُ الْكُوْفِيِّيْنَ لَا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ.

"کتاب رفع الیدین فی الصلاۃ ص: ۱۲۸، مطبوعہ دار ابن حزم"

ترجمہ :امام سفیان ثوری، وکیع اور بعض اہل کوفہ اپنے ہاتھوں کو نہیں اُٹھاتے تھے۔

اکتیسویں دلیل تفسیر ابن عباس:

اَلَّذِيْنَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ○

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر درج ذیل ہے:

اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ الثِّقَةُ ابْنُ الْمَأْمُوْنِ الْهَرَوِيُّ، قَالَ: اَخْبَرَنَا اَبِيْ، قَالَ: اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَبْدُ اللّٰهِ مَحْمُوْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّازِيُّ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَمَّارُ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ الْهَرَوِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ اِسْحَاقَ السُّمَرْقَنْدِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ، عَنِ الْكَلْبِيِّ، عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، "وَالَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ" مُخْبِتُوْنَ، مُتَوَاضِعُوْنَ لَا يَلْتَفِتُوْنَ يَمِيْنًا وَلَا شِمَالًا وَلَا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلَاةِ.

"تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص: ۳۵۹ سورۃ المؤمنون پ: ۱۸، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان"

ترجمہ :حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما "اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں (کہ مؤمن وہ لوگ ہیں)

جو عاجزی کرنے والے، تواضع اختیار کرنے والے ہیں، جو دائیں اور بائیں التفات نہیں کرتے، اور نہ نماز میں ''رفع یدین'' کرتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ان آیات کی تفسیر میں ''**لا یرفعون ایدیھم فی الصلاۃ**'' کے الفاظ سے نماز کے اندر پائے جانے والے ہر رفع یدین کی نفی ہو جاتی ہے چاہے وہ رکوع سے پہلے کا ہو، رکوع کے بعد کا، سجدوں کے وقت کا ہو یا تیسری رکعت کے شروع کا۔

اعتراض:

غیر مقلدین حضرات نے اس روایت کو سخت ضعیف قرار دیا ہے، کیونکہ تفسیر ابن عباس کی سند میں (۱) محمد بن مروان السدی (۲) محمد بن سائب الکلبی (۳) ابو صالح باذام یہ تینوں راوی سخت ضعیف ہیں لہٰذا اس روایت سے استدلال درست نہیں۔

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا ممکن ہے کہ ایک آدمی ایک فن میں ماہر اور ثقہ نہ ہو لیکن دوسرے فن کا امام ہو۔ اسی حقیقت کے پیش نظر محدثین نے یہ اصول بیان کیا ہے کہ بعض ائمہ فنِ حدیث میں تو نا قابلِ اعتبار ہیں لیکن فن تفسیر میں ان کی روایات قابلِ قبول ہوتی ہیں۔ مثلاً

قَالَ یَحۡیَی بۡنُ سَعِیۡدٍ. یَعۡنِی الۡقَطَّانُ تَسَاهَلُوۡا فِی التَّفۡسِیۡرِ عَنۡ قَوۡمٍ لَا یَوَثِّقُوۡاهُمۡ فِی الۡحَدِیۡثِ، ثُمَّ ذَکَرَ لَیۡثَ بۡنَ اَبِیۡ سُلَیۡمٍ وُجُوَیۡرِ بۡنِ سَعِیۡدٍ وَالضَّحَّاکَ، مُحَمَّدَ بۡنِ السَّائِبِ الکلبی، وَقَالَ هٰؤُلَاءِ یُحۡمَدُ حَدِیۡثُهُمۡ وَیُکۡتِبُ التَّفۡسِیۡرُ عَنۡهُمۡ.

''دلائل النبوہ للبیهقی ج: ۲ ص: ۳۵، مطبوعه دار الکتب العلمیة،

بیروت لبنان، دار الریان للتراث".

ترجمہ: یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگوں سے تفسیری (روایت لینے میں) چشم پوشی برتی گئی ہے، لیکن حدیث میں ان کی توثیق نہیں کی گئی، (اس کے بعد) پھر انہوں نے لیث بن ابی سلیم، جویر بن سعید، ضحاک، محمد بن سائب کلبی، کا تذکرہ کیا اور یہ فرمایا کہ یہ سب وہ لوگ ہیں جن کی حدیثیں قابلِ تعریف ہیں اور ان کی بیان کردہ (تفسیری روایات) لکھی جائیں گی۔

مذکورہ رُواۃ کا تذکرہ ائمہ نے مفسرین کے طور پر کیا ہے، لہٰذا اصولی طور پر ان کی تفسیری روایات مقبول ہیں، رہا ان پر کلام تو وہ فن حدیث کے بارے میں ہے۔

ائمہ کرام کی تصریحات ان رُواۃ کے بارے میں ملاحظہ ہوں:

(۱) محمد بن السائب الکلبی: ان کے بارے میں تو ابھی پیچھے یحییٰ بن سعید القطان کا قول گذر چکا ہے، مزید ان کے بارے میں ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال پیش خدمت ہیں۔

وَحَدَّثَ عَنِ الْكَلْبِيِّ اِبْنُ عُيَيْنَةَ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَاِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ وَهُشَيْمُ وَغَيْرُهُمْ مِنْ ثِقَاتِ النَّاسِ وَرَضُوْهُ بِالتَّفْسِيْرِ.

"الكامل فی ضعفاء الرجال ج:۶ ص:۲۱۳۲ مطبوعه دار الفكر للطباعة والنشر و التوزيع".

"قال ابن عدی: وقد حدث عن الكلبی سفيان وشعبة وجماعة ورضوه فی التفسير.

(میزان الاعتدال ج:۳ ص:۵۵۸، تذکرہ ۷۵۷۴، مطبوعه دار المعرفة بيروت لبنان)

ترجمہ: محمد بن السائب کلبی سے، سفیان ابن عیینہ، شعبہ، حماد بن سلمہ، اسماعیل بن عیاش، ہشیم اور ان کے علاوہ دیگر ثقہ لوگوں نے حدیث بیان کیں اور تفسیر میں ان کو پسند کیا ہے۔

(۲) ابو صالح باذام: ان کے بارے میں امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''معرفۃ الثقات'' میں لکھا ہے، ''بَاذَامُ اَبُوْ صَالِحُ'' روی عنه اسماعیل بن أبی خالد فی التفسیر، ثقة وهو مولیٰ أم هانی، روی عن علی بن ابی طالب.

(معرفة الثقات للعجلی ج: ۱ ص: ۲۴۲، باب الباء الموحدة)

باذام، ابو صالح، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے تفسیری روایات نقل کی ہیں، یہ ثقہ ہیں اور ام ہانی رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں، انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی روایتیں بیان کی ہیں۔

اور امام ابو حاتم الرازی رحمۃ للہ علیہ ان کے بارے میں لکھتے ہیں۔

حدثنا عبد الرحمٰن، ثنا صالح بن احمد بن حنبل: نا علی یعنی ابن المدینی قال سمعتُ یحیی ابن سعید یقول: لَمْ اَرَ اَحَدَاً اَصْحَابَنَا تَرَکَ اَبَا صَالِحٍ مَوْلٰی اُمِّ هَانِیٔ لَا شُعْبَةُ وَلَا زَائِدَةُ.

''کتاب الجرح والتعدیل لابن أبی حاتم الرازی، ج: ۱ ص: ۱۳۵، باب الباء، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت لبنان''

ترجمہ: یحییٰ ابن سعید کہتے ہیں میں نے اپنے اصحاب میں سے کبھی کسی کو نہیں دیکھا نہ شعبہ کو اور نہ ہی زائدہ کو کہ ان لوگوں نے ابو صالح ام ہانی کے آزاد کردہ غلام کو چھوڑا ہو۔

(۳) اس سند کے تیسرے راوی جن کو غیر مقلدین ضعیف قرار دے کر اس

روایت کو رد کرتے ہیں، وہ ہیں ''محمد بن مروان السدی'' اس کا جواب یہ ہے کہ ان پر جو بھی جرح ائمۂ جرح وتعدیل نے کی ہے وہ صرف اور صرف علم حدیث میں کی ہے علم تفسیر میں نہیں، اور یہ پیچھے گذر گیا کہ ایسا ممکن ہے کہ انسان ایک فن میں قابلِ اعتماد نہ ہو اور دوسرے فن میں وہ قابل اعتماد ہو ان کا بھی یہی حال ہے ان پر جو بھی جرح ہیں وہ فن حدیث میں ہے فن تفسیر میں نہیں۔

بتیسویں دلیل:

آیت: ''اَلَّـذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ'' کے ذیل میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی تفسیر نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

وقـال: الحسن البصری: اَیْ خَائِفُوْنَ وَرَوٰی عَنْهُ اَنَّهُ خَاشِعُوْنَ الَّذِیْنَ لَا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَهُمْ فِی الصَّلَاةِ اِلَّا فِی التَّکْبِیْرَةِ الْاُوْلیٰ.

''تفسیر السمرقندی المسمّٰی بحر العلوم، ج: ۲ ص: ۴۰۸، سورة المؤمنون، مطبوعة دار الکتب العلمیة، بیروت لبنان''

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے ''خاشعون'' وہ لوگ کہلاتے ہیں جو نماز میں اپنے ہاتھوں کو پہلی والی تکبیر (تکبیر تحریمہ) کے علاوہ نہیں اُٹھاتے۔

حضرت حسن بصری وہ اجل اور کبارِ تابعین میں سے ہیں جن کی پرورش حرم نبوی میں ہوئی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو اپنی گود میں کھلایا، رونے کی حالت میں اپنی چھاتی ان کے منھ میں دے کر ان کو چپ کرایا، ہزاروں صحابۂ کرام سے کسب فیض کیا ہے، ان کے اس مقام ومرتبہ سے ظاہر ہے کہ انہوں نے یہ تفسیر اپنی جانب سے نہیں کی ہوگی بلکہ صحابۂ کرام سے سیکھ کر ہی یہ تفسیر انہوں نے بیان کی ہے۔

اب تک ہم نے احناف کے مسلک کے مطابق بتیس دلائل پیش کئے، جہاں

ضرورت سمجھی گئی وہاں دلائل پر بنظر انصاف تنقید واعتراض بھی کئے اور ان کے جواب بھی دئے گئے دلائل کی اس کثرت سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ احناف کا یہ نظریہ کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر مقامات ''رکوع میں جانے سے قبل، اور رکوع سے اُٹھنے کے بعد'' پر ''رفع یدین'' نہ کرنا عینِ سنت کے مطابق ہے، اور اس بارے میں احناف کے پاس مندرجہ بالا دلائل موجود ہیں احناف کے اس موقف کو رکھنے کے بعد اب ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے سامنے غیر مقلدین کا بھی موقف رکھتے ہوئے ان کے بھی کچھ دلائل آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے جائیں، تا کہ ان حضرات کا دجل اور مکرو فریب واضح ہو سکے۔

نوٹ : غیر مقلدین کے دلائل شروع کرنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین ہونی ضروری ہے کہ ہم احناف ''رفع یدین'' والی روایات کے منکر نہیں بلکہ ہم ''رفع یدین'' والی روایات کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کو صحیح بھی مانتے، اور اوپر ہمارے پیش کردہ دلائل جو احناف کے مسلک کی تائید میں ذکر کئے گئے ہیں، ان کے ذکر کرنے کا منشاء یہ ثابت کرنا نہیں کہ ''رفع یدین'' ناجائز ہے، یا احادیث سے ثابت نہیں، بلکہ ہمارا منشاء محض یہ ثابت کرنا تھا کہ ''ترکِ رفع یدین'' بھی احادیث سے ثابت ہے اور یہی طریقہ راجح اور افضل ہے۔

چونکہ احناف ''رفع یدین'' کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت مانتے ہیں (مگر دلائل کی بنیاد پر اس میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ سنت متروکہ ہے، یا منسوخ ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر والی روایت سے معلوم ہوا) اس لئے وہ ''رفع یدین'' والی روایات پر کوئی جرح نہیں کرتے، لہٰذا یہاں غیر مقلدین کے دلائل کو پیش کرنے کا مقصد ''رفع یدین'' کو ثابت کرنا نہیں ہے بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ بنظر انصاف فریق مخالف کے کچھ دلائل سامنے آجائیں اور ان کے جوابات ذہن نشین ہو جائیں۔

دلائل غیر مقلدین:

غیر مقلدین کی اس موضوع پر بہت سی کتابیں دستیاب ہیں جن میں انہوں نے ''رفع یدین'' کے ثبوت میں دلائل کے انبار لگا رکھے ہیں، ہم ان سب کو تو یہاں پیش نہیں کر سکتے، البتہ ان کے دلائل میں سے تین مضبوط ترین دلیلیں، جن پر ان کے یہاں ''رفع یدین'' کے ثبوت کی بنیاد ٹکی ہوئی ہے وہ پیش کیے دیتے ہیں اس سے مسئلہ واضح اور صاف ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

غیر مقلدین کی پہلی دلیل:

غیر مقلدین جو کہ قائلین ''رفع یدین'' ہیں ان کا سب سے بڑا اور مضبوط استدلال حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ روایت ہے جس کو صحاح ستہ، و حدیث کی دیگر کتابوں میں محدثین نے نقل کیا ہے، وہ روایت یہ ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ فِی الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوْعِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ، وَيَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِی السُّجُوْدِ.

''بخاری ج: ۱ ص: ۱۰۲ حدیث: ۷۳۶، باب: رفع الیدین اذا کبر واذا رکع واذا رفع، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی اشاعت اول دہلی ۱۹۳۸ء اشاعت دوم کراچی ۱۹۶۱ء

جواب:

بخاری شریف کے حوالہ کے بعد اب دیگر کسی کتاب کے حوالہ کی ضرورت نہیں رہی اس لئے دیگر کتب حدیث کے حوالوں کو ترک کردیا گیا ہے جہاں تک اس حدیث کے ثبوت کا تعلق ہے ہم اس کے منکر نہیں بلکہ بلا شبہ یہ حدیث اصح مافی الباب ہے (اس موضوع کی سب سے صحیح ترین حدیث ہے) اور اس کی سند سلسلۃ الذہب ہے، لیکن اس کے باوجود افضلیت کے قول کے لئے احناف نے اس حدیث کو اس لئے ترجیح نہیں دی کہ ''رفع یدین'' کے سلسلہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایات اتنی متعارض ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا انتہائی مشکل ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے، یہ روایت چھ طریقوں سے مروی ہے۔

(۱) پہلا طریق:

تو یہی ہے جو ہم نے ابھی غیر مقلدین کی دلیل کے طور پر ذکر کیا ہے، اس میں تین جگہ ''رفع یدین'' کا تذکرہ ہے۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت۔ (۲) رکوع میں جانے سے قبل۔ (۳) رکوع میں سے اُٹھنے کے بعد۔

(۲) دوسرا طریق:

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ، وَاِذَا رَکَعَ رَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ رَفَعَ یَدَیْہِ وَرَفَعَ ذٰلِکَ اِبْنُ عُمَرَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

''بخاری ج: ۱ ص: ۱۰۳ حدیث: ۷۳۹، باب رفع الیدین اذا

قام من الرکعتین“

ترجمہ :حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز شروع فرماتے تو تکبیر کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے اور جب ”سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ“ کہتے تب بھی اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے تھے، اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تب بھی اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے، اور ابن عمر اس عمل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع نقل فرماتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت میں چار جگہ ”رفع یدین“ کا تذکرہ ہے۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت۔

(۲) رکوع میں جانے سے قبل۔

(۳) رکوع سے اُٹھنے کے بعد۔

(۴) دو رکعتوں سے جب تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے۔

(۳) تیسرا طریق:

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: نَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: نَا مُسْلِمَةُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ مُحَمَّدُ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكَبَيْهِ اِذَا كَبَّرَ وَاِذَا رَكَعَ، وَاِذَا سَجَدَ.

”المعجم الاؤسط للطبرانی ج: ۱ ص: ۲۹ حدیث: ۷۱،

مطبوعة دار الحرمين للطباعة والنشر والتوزيع".

وَعَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ عِنْدَ التَّکْبِیْرِ لِلرُّکُوْعِ وَعِنْدَ التَّکْبِیْرِ حِیْنَ یَهْوِیْ سَاجِداً.

"مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج:۲ ص:۱۰۳ باب رفع اليدين في الصلاة، مطبوعة دار الكتاب العربي بيروت لبنان"

قال واسناده صحيح:

وَزَادَ وَکِیْعٌ، عَنِ الْعُمَرِیِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ. عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ یَرْفَعُ اِذَا رَکَعَ وَاِذَا سَجَدَ.

"كتاب رفع اليدين في الصلاة، للبخاری ص:۱۳۲ حديث: ۱۴۰، مطبوعة دار ابن حزم"

سب روایتوں کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ کاندھوں تک اُٹھاتے تھے، جب تکبیر (تحریمہ) کہتے، جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے لئے تکبیر کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے تھے، اور سجدہ میں جھکتے وقت تکبیر کہتے ہوئے (بھی ہاتھوں کو اُٹھاتے تھے)۔

ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ وہ جب رکوع فرماتے اور سجدہ کرتے تو (ہاتھوں کو) اُٹھاتے تھے۔

اس تیسرے طریق میں ایک (پانچویں "مقام رفع یدین" کا تذکرہ ہے، گذشتہ روایتوں کے مطابق اب مقامات "رفع یدین" کی ترتیب یہ ہوگئی۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت۔

(۲) رکوع میں جانے سے پہلے۔

(۳) رکوع سے اُٹھنے کے بعد۔

(۴) دو رکعتوں سے جب تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو۔

(۵) اور جب تکبیر کہتا ہوا سجدہ کے لئے جھکے۔

چوتھا طریق:

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ كُلِّ خَفْضٍ، وَرَفْعٍ، وَرُكُوْعٍ، وَسُجُوْدٍ، وَقِيَامٍ، وَقُعُوْدٍ، بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَيَزْعُمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

”شرح مشكل الآثار ج:۱۵ ص:۴۶ حديث: ۵۸۳۱، بابُ بيانِ مشكل ما رُوى عن عبد اللّٰه بن عمر رضى الله عنهما فى هٰذ المعنى، مطبوعه مؤسسة الرسالة، فتح البارى ج:۲ ص:۲۲۳ حديث: ۷۳۹ باب رفع اليدين اذا قام من الركعتين كے تحت مطبوعة المكتبة السلفية“

ترجمہ: نافع حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے تھے، ہر جھکنے اُٹھنے، رکوع وسجدوں میں، اور کھڑے ہونے اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے میں ایسا کرتے تھے، اور ان کا یقین یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تھے۔

یہ روایت صحیح ہے،اس کے تمام راوی ثقہ اور بخاری ومسلم کے راوی ہیں۔
اس روایت میں ان مقامات پر ''رفع یدین'' کا تذکرہ ہے:
(۱) جھکنے میں۔
(۲) اُٹھنے میں۔
(۳) رکوع میں۔
(۴) سجدوں میں جانے پر۔
(۵) دوسجدوں کے درمیان بیٹھنے کے وقت۔
(۶) کھڑے ہونے کے وقت۔

اس روایت میں دوسجدوں کے درمیان بیٹھنے کے درمیان بھی ''رفع یدین'' کا ذکر ہے،حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت کے مطابق چھ مقامات پر ''رفع یدین'' صحیح حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

پانچواں طریق:

حَدَّثَنِیُ یَحُیٰ، عَنُ مَالِکٍ، عَنِ ابُنِ شِهَابٍ، عَنُ سَالِمِ بُنِ عَبُدِ اللّٰهِ، عَنُ عَبُدِ اللّٰهِ ابُنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوُلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا افُتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ یَدَیُهِ حَذُوَمَنُکَبَیُهِ، وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّکُوُعِ رَفَعَهُمَا کَذٰلِکَ اَیُضًا، وَقَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنُ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَکَ الُحَمُدُ، وَکَانَ لَا یَفُعَلُ ذٰلِکَ فِی السُّجُوُدِ.

''مؤطا امام مالک حدیث: ۱۹۶، کتاب الصلاۃ، افتتاح الصلاۃ''

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو

کاندھوں تک اُٹھاتے، اور جب اپنے سر کو رکوع سے اُٹھاتے تو پھر اسی طرح ان دونوں (ہاتھوں) کو اُٹھاتے تھے، اور ''سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد'' کہتے تھے، اور سجدوں میں یہ (رفع یدین) نہیں کرتے تھے۔

اس روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف دو مقامات پر ہی ''رفع یدین'' کیا کرتے تھے۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت۔

(۲) رکوع سے اُٹھنے کے بعد۔

اور یہ روایت بھی صحیح ترین روایت ہے بلکہ اس کی سند سلسلۃ الذہب ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل بھی اسی کے مطابق ''موطا'' میں آگے چل کر نقل کیا ہے:

''وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکَبَیْہِ، وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَھُمَا دُوْنَ ذٰلِکَ.

''موطا امام مالک حدیث:۲۰۱، کتاب الصلاۃ، افتتاح الصلاۃ''

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کاندھوں تک اُٹھاتے، اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو ان دونوں (ہاتھوں) کو اس سے کم اُٹھاتے تھے۔

چھٹا طریق:

اَخْبَرَنَا أَبُوْ سَعْدٍ سَعِیْدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ الشَّعْبِیُّ الْعَدْلُ، حَدَّثَنِیْ اَبُوْ عَبْدَاللّٰہِ مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبٍ مِنْ حِفْظِہٖ بِبَغْدَادَ، ثَنَا

اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْبَرَاثِيُّ، ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ الْخَرَّازُ، ثَنَا مَالِک، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ثُمَّ لَا يَعُوْد.

"الخلافیات للبیهقی ج: ۲ ص: ۳۸۶ حدیث: ۱۷۵۸، مطبوعة الروضة للنشر والتوزیع، القاهرة".

ترجمہ :حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے تھے، پھر دوبارہ (اپنے ہاتھوں کو کسی اور مقام پر) نہیں کرتے تھے۔

اس حدیث کی سند بھی صحیح ہے جیسا ہم پیچھے احناف کے دلائل کے تحت اس کی سند پر بحث کر چکے ہیں، اس روایت میں ایک جگہ ''رفع یدین'' کا ذکر ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے ہی وقت ''رفع یدین'' کیا کرتے تھے ان تمام چھ طرق کے مطابق ''مقامات رفع یدین'' کی ترتیب یہ ہوئی۔

(۱) تین جگہ۔

(۲) چار جگہ۔

(۳) پانچ جگہ۔

(۴) چھ جگہ۔

(۵) دو جگہ۔

(۶) ایک جگہ۔

اور ان تمام طرق کی سند صحیح ہے، اس کے باوجود غیر مقلدین حضرات نے ان میں سے ایک طریق والی روایت کو لیا ہے اور باقی کو ترک کر دیا ہے، انہوں نے اس روایت

کولیا جس میں چار جگہ ''رفع یدین'' کا ذکر ہے، باقی تمام روایات کو چھوڑ دیا جبکہ صحت کے لحاظ سے دوسری روایات بھی قابل استدلال ہیں۔

البتہ احناف نے دیگر دلائل کی بنیاد پر صرف ایک جگہ ''رفع یدین'' والی حضرت ابن عمر کی روایت کولیا، لہٰذا اگر احناف نے ان چھ طرق میں سے ایک جگہ ''رفع یدین'' والی روایت کو اختیار کرتے ہوئے کسی ایک طریقہ کو اپنایا ہے تو صرف انہی پر اعتراض کیوں؟

جبکہ احناف کے پاس اس روایت کو اختیار کرنے کی ایک ایسی معقول وجہ بھی موجود ہے جس سے باقی روایات کی توجیہ بھی ہو جاتی ہے۔

ترک رفع یدین کی معقول وجہ:

اور وہ یہ ہے کہ افعالِ نماز میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے احکامات حرکت سے سکون کی طرف منتقل ہوتے رہے ہیں، مثلاً پہلے نماز میں کلام جائز تھا پھر منسوخ ہو گیا، پہلے عمل کثیر مفسدِ صلاۃ نہ تھا پھر اسے مفسد قرار دیدیا گیا، پہلے نماز میں التفات (اِدھر اُدھر دیکھنا) جائز تھا پھر اس کو منسوخ کر دیا گیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں ''رفع یدین'' بھی بکثرت ہوتا تھا اور ہر انتقال کے وقت مشروع تھا پھر اس میں کمی کی گئی اور صرف پانچ مقامات پر مشروع رہ گیا، پھر اور کمی کی گئی اور چار جگہ مشروع رہ گیا پھر اس میں کمی ہوتی چلی گئی یہاں تک وہ صرف تکبیر افتتاح (تکبیر تحریمہ) کے وقت باقی رہ گیا، جیسا کہ اس طرح کی تمام روایات کو جمع کرنے سے پتہ چلتا ہے۔

نیز احناف حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ''رفع یدین'' والی روایت پر اس لئے بھی عمل نہیں کرتے کہ خود ان سے چھٹا طریق جو مروی ہے وہ صرف تکبیر تحریمہ کے

وقت ''رفع یدین'' کا ہے بقیہ مقامات کے لئے اس طریق میں ''ثم لا یعود'' موجود ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے ہی وقت ''رفع یدین'' فرماتے تھے، اس روایت کو ایک مرتبہ اور نظروں سے گذار لیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاۃَ، ثُمَّ لَا یَعُوْدُ.

اس روایت کا ترجمہ اور حوالہ چھٹے طریق میں گذر چکا ہے وہیں پر دیکھ لیا جائے۔
اس روایت پر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اعتراض کیا ہے اس کو ہم احناف کے دلائل میں دلیل کے ساتھ رد کر چکے ہیں۔

اور پھر احناف ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ''رفع یدین'' والی روایتوں پر اس لئے بھی عمل نہیں کرتے کہ خود ان کا بھی عمل اپنی روایت کردہ احادیث کے خلاف ہے، دیکھئے ان کا عمل بھی:

عَنْ حُصَیْنٍ، عَنْ مُجَاھِدٍ، مَا رَأَیْتُ ابْنَ عُمَرَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ شَیْءٍ مِنَ الصَّلَاۃِ اِلَّا فِی التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی.

''الخلافیات للبیھقی ج: ۲ ص: ۳۷۸، حدیث: ۱۷۴۰''

اور شرح معانی الآثار میں یہ روایت اس طرح آئی ہے۔

عَنْ حُصَیْنٍ، عَنْ مُجَاھِدٍ قَالَ: صَلَّیْتُ خَلْفَ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا فَلَمْ یَکُنْ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِلَّا فِی التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلَاۃِ.

''شرح معانی الآثار ج: ۱ ص: ۲۲۵ حدیث: ۱۳۵۷''

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَھٰذَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ رَأَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ، ثُمَّ قَدْ

تَرَکَ هُوَ الرَّفْعَ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَا یَکُوْنُ ذٰلِکَ اِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَهٗ نَسْخُ مَا قَدْرَأَیَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِعْلَهُ وَقَامَتِ الْحُجَّةُ عَلَیْهِ بِذٰلِکَ. حوالہ سابقہ

ترجمہ: تو دیکھئے یہی ابن عمر ہیں جنہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ''رفع یدین'' کرتے ہوئے دیکھا، پھر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ''رفع یدین'' کو ترک کر دیا تو یہ (ان کا رفع یدین کو ترک کرنا) اسی وقت ہوسکتا ہے جب ان کے نزدیک اس فعل کا نسخ ثابت ہو جائے، جو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا اور اس کے ذریعہ اس کے خلاف حجت قائم ہو چکی ہو۔

ابن عمر کی جانب سے رفع یدین کی منسوخی کا اعلان:

جس منسوخی کے یقین کا اظہار امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اوپر والی روایت میں کیا ہے اس منسوخی کا اظہار خود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی زبانی سنئے، اسی سے آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ''رفع یدین'' کا راوی کیوں ''ترک رفع یدین'' پر عمل پیرا ہے۔

حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ لِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنِ یَحیٰ، حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ سَوَادَةَ بْنِ عَبَّادٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ مَیْسَرَةَ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَکَّةَ نَرْفَعُ اَیْدِیَنَا فِیْ بَدْءِ الصَّلَاةِ وَفِیْ دَاخِلِ الصَّلَاةِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ فَلَمَّا هَاجَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ، تَرَکَ رَفْعَ الْیَدَیْنِ فِیْ دَاخِلِ الصَّلَاةِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَثَبَتَ عَلٰی رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِیْ بَدْءِ الصَّلَاةِ.

”اخبار الفقهاء والمحدثین ص: ۲۸۲ تذکرہ ۳۷۸ مطبوعة المجلس الاعلی للابحاث العلمیة، معهد التعاون مع العالم العربی“

ترجمہ: سیدعبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں نماز کے شروع اور درمیان میں رکوع کے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے، پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایامِ اخیرہ میں) درمیانِ نماز رکوع کے وقت رفع الیدین کرنا چھوڑ دیا اور شروع نماز میں ہمیشہ کرتے رہے۔

لیجئے جن کی ”رفع الیدین“ والی روایت پر ایک مستقل مسلک کی بنیاد کھڑی ہے، جس کی آڑ لے کر مسلک احناف پر تبرا بازی کی گئی اور برابر کی جارہی ہے، وہی صحابی اپنی روایت کردہ حدیث کے منسوخ ہونے کا اعلان بانگ دہل اور ڈنکے کی چوٹ پر کررہے ہیں، اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل ان کی ناسخ والی روایت کے مطابق بیان کرتے ہیں جیسا کہ ماسبق میں ذکر کیا جاچکا۔

غیرمقلدین کی دوسری دلیل:

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْوَاسِطِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ اَنَّهُ رَأَی مَالِکَ بْنَ الْحُوَیْرِثِ اِذَا صَلّٰی کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْهِ، وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ رَفَعَ یَدَیْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَ یَدَیْهِ، وَحَدَّثَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ هٰکَذَا.

”بخاری ج: ۱ ص: ۱۰۲ حدیث: ۷۳۷، باب رفع الیدین اذا کبر واذا رکع واذا رفع، مسلم حدیث: ۳۹۱، کتاب الصلاۃ باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین مع تکبیرۃ الاحرام، سنن ابی داؤد، حدیث: ۷۴۵، کتاب الصلاۃ، أبواب تفریع استفتاح الصلاۃ، باب: من ذکر انہ یرفع یدیہ اذا قام من الثنتین“.

ترجمہ :ابوقلابہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب وہ نماز پڑھنے لگے تو تکبیر (تحریمہ) کہی اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھایا، اور جب رکوع میں جانے کا ارادہ کیا تب بھی اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھایا، اور جب رکوع سے سر اُٹھایا تب بھی انہوں نے اپنے ہاتھوں کو اُٹھا، اور یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

جواب:

غیر مقلدین حضرات کا دوسرا سب سے بڑا مستدل یہ روایت ہے، اور یہ روایت صحاح ستہ و حدیث کی دیگر کتابوں میں موجود ہے، ہم نے یہاں چند ہی حوالے درج کرنے پر اکتفاء کیا ہے بلاشبہ یہ حدیث بھی صحیح ہے، مگر اس کے باوجود احناف نے اس روایت کو ترجیح نہیں دی اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرح اس حدیث کے متن میں بھی سخت اضطراب ہے جس کو ترتیب وار ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

(۱) ایک روایت میں تو صرف تین مقامات پر ”رفع یدین“ کا تذکرہ ہے۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت۔

(۲) رکوع میں جانے سے قبل۔

(۳) رکوع سے اُٹھنے کے بعد۔

گذشتہ روایت کو دیکھ لیا جائے اس میں انہی تین مقامات کا ذکر ہے۔

دوسرا طریق:

(۲) عَنْ مَالِکِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ، اَنَّهٗ رَأَی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَرْکَعَ. وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ، وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ، حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَیْهِ.

"مسند احمد بن حنبل، مسند المكيين، حديث مالك بن الحويرث، حديث: ۱۵۶۰۴".

ترجمہ: حضرت مالک ابن الحویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہاتھ اُٹھا رہے تھے جب رکوع کا ارادہ کرتے اور جب رکوع سے اپنے سر کو اُٹھاتے، اور جب سجدوں سے اپنے سر کو اُٹھاتے یہاں تک کہ ان کو اپنے کانوں کی لو تک (بلند) کرتے۔

اس حدیث میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ تین دیگر مقامات پر "رفع یدین" کا ذکر ہے۔

(۱) رکوع میں جانے سے قبل۔

(۲) رکوع سے اُٹھنے کے بعد۔

(۳) سجدوں سے اُٹھنے کے بعد۔

تیسرا طریق:

(۳) عَنْ مَالِکِ ابْنِ الْحُوَیْرِثِ، اَنَّهٗ رَأَی نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ صَلَاتِهٖ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ رُكُوْعِهٖ، وَاِذَا سَجَدَ، وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ سُجُوْدِهٖ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ.

''مسند احمد بن حنبل، مسند المكيين، حديث مالك بن الحويرث، حديث: ۱۵۶۰۰''.

ترجمہ: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی نماز میں اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے تھے جب اپنے رکوع سے اپنے سر کو اُٹھاتے، اور جب سجدہ فرماتے، اور جب اپنے سجدوں سے اپنے سر کو اُٹھاتے، حتیٰ کہ آپ ان کو اپنے کانوں کی لو تک (بلند) کر لیتے تھے۔

اس روایت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ ان مقامات پر ''رفع یدین'' کا ذکر ہے۔

(۱) رکوع سے سر اُٹھاتے وقت۔

(۲) سجدہ میں جاتے وقت۔

(۳) سجدوں سے اُٹھنے کے بعد۔

رکوع میں جانے سے پہلے یہاں ''رفع یدین'' کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

چوتھا طریق:

(۴) عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، اَنَّهٗ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ صَلَاتِهٖ، وَاِذَا رَكَعَ، وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ، وَاِذَا سَجَدَ، وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ، حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ.

’’سنن النسائی حدیث: ۱۰۸۵، باب التطبیق، باب: رفع الیدین للسجود، شرح مشکل الآثار ج:۱۵ ص:۵۷، حدیث: ۵۸۳۸‘‘.

ترجمہ :حضرت مالک ابن حویرث سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنی نماز میں اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھایا اور جب رکوع کیا، اور جب رکوع سے اپنے سر کو اُٹھایا، اور جب سجدہ کیا، اور جب سجدوں سے اپنے سر کو اُٹھایا، یہاں تک کہ ان کو اپنے کانوں کی لو کے بالمقابل کرلیا۔

اس روایت میں ان مقامات پر’’رفع یدین‘‘ کا ذکر ہے۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت۔

(۲) رکوع میں جانے سے قبل۔

(۳) رکوع سے اُٹھنے کے بعد۔

(۴) سجدہ میں جانے کے وقت۔

(۵) سجدوں سے سر اُٹھانے کے بعد۔

لہٰذا ان تمام روایتوں سے ثابت ہوا کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے پانچ مقامات پر’’رفع یدین‘‘ ثابت ہے اور یہ تمام کی تمام روایات صحیح ہیں۔

غیر مقلدین نے ان میں سے تین مقامات پر’’رفع یدین‘‘ والی روایت کو اختیار کرتے ہوئے اپنا مستدل بنایا ہے اور پانچ جگہ’’رفع یدین‘‘ والی روایات کو ترک کر دیا، جبکہ وہ روایات صحیح بھی ہیں اور صریح بھی۔

اب اگر احناف ایک جگہ’’رفع یدین‘‘ والی روایت کو اختیار کرتے ہیں جو کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود کی بیان کردہ حدیث ہے تو ان پر اعتراض کیسا اور ان سے

ناراضگی اوران پرتبرابازی کیسی

الزام　ہم　کو　دیتے　تھے
قصور　اپنا　نکل　آیا!

یہ کہاں کا انصاف ہے کہ پانچ مقامات پر''رفع یدین'' والی صحیح روایات کوترک کر دیا جائے اور تین مقامات پر''رفع یدین'' والی روایت کو لے لیا جائے۔

أَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ

غیر مقلدین کی تیسری دلیل:

اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: اَنْبَأَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَائِدَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ اَبِىْ، اَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ اَخْبَرَهُ، قَالَ قُلْتُ لَانْظُرَنَّ اِلٰى صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّىْ، فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ فَقَامَ فَكَبَّرَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا بِاُذُنَيْهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى كَفِّهِ الْيُسْرٰى، وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ، فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا، قَالَ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ لَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا، ثُمَّ سَجَدَ فَجَعَلَ كَفَّيْهِ بِحِذَاءِ اُذُنَيْهِ، ثُمَّ قَعَدَ وَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى، وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهٖ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْاَيْمَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ قَبَضَ اِثْنَتَيْنِ مِنْ اَصَابِعِهٖ وَحَلَّقَ حَلْقَةً، ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا، يَدْعُوْ بِهَا.

''سنن النسائی حدیث: ۸۸۹، کتاب الافتتاح، باب: موضع

الیمین من الشمال فی الصلاۃ، سنن ابی داؤد حدیث: ۷۲۶ کتاب الصلاۃ، ابواب تفریع استفتاح الصلاۃ، باب: رفع الیدین فی الصلاۃ"

ترجمہ: عاصم ابن کُلیب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی کہ ان کو حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انہوں نے فرمایا کہ میں نے (دل میں) کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ضرور دیکھوں گا کہ آپ نماز کیسے پڑھتے ہیں، تو میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کھڑے ہوئے تکبیر (تحریمہ) کہی اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کانوں کے برابر اُٹھایا، پھر اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے بائیں، ہاتھ کے گٹے پر رکھا، پھر جب آپ نے رکوع کا ارادہ کیا تو اسی طرح اپنے ہاتھوں کو اُٹھایا (کہا) اور اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھا، پھر جب اپنے سر کو اُٹھایا، تو اسی طرح اپنے دونوں ہاتھوں کو بھی اُٹھایا پھر آپ نے سجدہ فرمایا تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے کانوں کے بالمقابل کرلیا، پھر آپ نے قعدہ کیا، اور اپنے بائیں پیر کو بچھالیا اور اپنی بائیں ہتھیلی کو اپنی ران اور بائیں گھٹنے پر رکھا، اور اپنی داہنی کہنی کا کنارہ داہنی ران پر رکھا پھر آپ نے اپنی دو انگلیوں کا حلقہ بنایا، پھر اپنی انگلی و (تشہد میں) اُٹھایا تو میں نے دیکھا کہ آپ اس کو حرکت دے رہے تھے اور اس کے ذریعہ دعاء فرما رہے تھے۔

حضرت وائل بن حجر کی یہ روایت حدیث کی اکثر کتابوں میں آئی ہے، اور یہ حدیث کمی وبیشی کے ساتھ متعدد کتابوں میں موجود ہے کہیں تفصیل کے ساتھ پوری نماز کا ذکر ہے، جیسا کہ اسی روایت میں ہے، اور کہیں اختصار کے ساتھ صرف "رفع یدین" کا ذکر کر دیا گیا ہے، البتہ اس میں کوئی شک نہیں یہ صحیح حدیث ہے، اور احناف اس کے منکر نہیں۔

جواب:

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی یہ کیفیت حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جواب سے پہلے ضروری ہے کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے تاکہ اس روایت کا جواب سمجھنے میں آسانی ہو حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ ملک یمن کے ''حضرموت'' علاقے کے رہنے والے اور اپنے قبیلے کے سردار تھے، آپ جب آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے لئے چلے تو آپ نے ان کے آنے کی خبر مدینہ منورہ میں صحابہ کرام کو سنائی اور جب آپ مدینہ پہنچے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بہت تعظیم وتکریم فرمائی اور واپسی میں بہت اعزازات سے نوازا ان سے آپ نے بہت ہی خصوصی مہمان نوازی کا معاملہ فرمایا، آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی میں صرف دو مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ایک مرتبہ جب آئے تھے تو گرمی کا موسم تھا، دوسری مرتبہ جب آپ تشریف لائے تو سردی کا زمانہ تھا۔ دونوں مرتبہ یہ صرف چند روز ہی آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے بقیہ زندگی انہوں نے اپنے علاقہ میں ہی گذاری، یہ مستقل آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں رہے، اور صحابۂ کرام کا معاملہ یہ تھا کہ جس عمل کو انہوں نے اپنی آنکھوں سے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا وہ زندگی بھر اسی پر قائم رہے، چاہے بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو ترک کر دیا ہو، چونکہ ترک والا عمل انہوں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا اسی لئے انہوں نے اس عمل کو اختیار نہیں کیا جس زمانہ میں یہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ ''رفع یدین'' فرماتے تھے، اس لئے یہ اسی عمل کے راوی اور پیروکار تھے، اور جب آپ نے ''رفع یدین'' کرنا ترک کر

دیا اس زمانہ میں آخر تک یہ مدینہ آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے اس لئے انہوں نے آپ کا ’’ترک رفع یدین‘‘ والا عمل نہیں دیکھا، اس لئے یہ اس کے قائل نہیں ہوئے، البتہ جو حضرات صحابۂ کرام وفات تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے انہوں نے آپ کا ’’ترک رفع یدین‘‘ والا عمل دیکھا انہوں نے اس کے مطابق عمل کیا، یہی وجہ ہے کہ حضرت وائل کی اس روایت کی خبر امام ابراہیم نخعی تک پہنچی تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا، جس کو حدیث کی کتابوں میں نقل کیا گیا ہے دیکھئے وہ جواب:

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قَالَ: ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: ثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ حَضْرَ مَوْتَ، فَاِذَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ الرَّكُوْعِ، وَبَعْدَهُ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاِبْرَاهِيْمَ فَغضب وَقَالَ رَآهُ هو. وَلَمْ يَرَهُ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَا اَصْحَابُهُ.

”شرح معانی الآثار ج: ۱ ص: ۲۲۴، حدیث: ۱۳۵۲ باب التكبير للركوع والتكبير للسجود الخ. سنن الدار قطنی، ج: ۱ ص: ۶۱۷ حدیث: ۱۱۰۶، باب ذكر التكبير ورفع اليدين عند الافتتاح والركوع والرفع منه وقدر ذلك واختلاف الروايات، مطبوعة دار المعرفة، بيروت لبنان، شرح مشكل الآثار ج: ۱۵ ص: ۳۷، مطبوعه مؤسسة الرسالة“

ترجمہ: عمرو بن مرۃ کہتے ہیں کہ میں حضر موت کی مسجد میں آیا تو میں نے دیکھا کہ حضرت وائل بن حجر کے بیٹے علقمہ اپنے والد سے یہ روایت بیان فرمارہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے پہلے اور رکوع

کے بعد ''رفع یدین'' کیا کرتے تھے، تو میں نے آ کر اس بات کا ذکر ابراہیم نخعی سے کیا تو وہ غضبناک ہو گئے اور فرمانے لگے کہ انہوں نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ''رفع یدین'' کرتے ہوئے دیکھ لیا اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے صحابہ نے ان کو (رفع یدین) کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ اگر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ ''رفع یدین'' کرتے ہوئے دیکھا ہے، تو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاس مرتبہ (تا عمر) ''رفع یدین'' نہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

مقصد یہی ہے کہ وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند دن گذار کر چلے گئے، وفات تک تو حضرت عبداللہ ابن مسعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے بعد میں جو تبدیلی ''ترک رفع یدین والی'' آئی ہے وہ وائل ابن حجر نہیں دیکھ سکے وہ تبدیلی تو حضرت عبداللہ ابن مسعود و دیگر صحابہ کرام نے دیکھی ہے۔

لہٰذا باوجود صحت کے حضرت وائل بن حجر والی اس روایت کو عمل کے لئے احناف نے ترجیح نہیں دی بلکہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی ''ترک رفع یدین والی'' روایت کو ترجیح دی۔

یہ وہ دلائل ہیں جن کی بنیاد پر غیر مقلدین ''رفع یدین'' کے قائل ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ان دلائل کے بعض حصوں کو خود غیر مقلدین نے چھوڑ رکھا ہے جیسا کہ ہم ان دلائل کے تحت جواب میں ذکر کر چکے ہیں، ان دلائل کے علاوہ اور بھی دلائل ہیں، مگر ان کے ذکر سے یہاں کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ یا تو وہ مضطرب ہیں، یا پھر ان کی سند میں کوئی راوی ضعیف ہے، جس کی وجہ سے وہ قابلِ اعتناء نہیں، اور اگر وہ قابلِ اعتناء ہوں

تب بھی ان روایات کی تاویل احناف یہی کرتے ہیں کہ وہ مرجوح ہیں یا پھر حضرت عبداللہ ابن عمر والی روایت کی وجہ سے وہ منسوخ ہیں، ویسے ان دلائل کا جواب دینے کی احناف کو اس لئے بھی ضرورت نہیں کہ ہم ''ثبوت رفع یدین'' کا انکار نہیں کرتے، البتہ ہم نے ''ترک رفع یدین'' کی روایات کو بہت سی وجوہ کی بناء پر ترجیح دی ہے جو کہ درج ذیل ہیں:۔

ترک رفع یدین کی وجوہ ترجیح:

(۱) ترکِ رفع یدین کی روایات ''اوفق بالقرآن'' ہے یعنی جن روایات میں ''ترک رفع یدین'' کا ذکر ہے وہ روایات قرآن کریم کے مزاج واسلوب کے زیادہ موافق ہے، نماز کے سلسلہ میں قرآن کی جو آیت ہے:

''وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ'' (سورۃ البقرۃ آیت:۲۳۸ پ:۲)

اور تم اللہ کے سامنے کھڑے رہو باادب ہو کر۔

اس کا تقاضا یہ ہے کہ نماز میں حرکت کم سے کم ہو، لہٰذا جن احادیث میں حرکتیں کم ہوں گی وہ اس آیت کے زیادہ مطابق ہوگی۔

(۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں کوئی اختلاف یا اضطراب نہیں، نہ ان کا عمل اس کے خلاف منقول ہے، بلکہ ان سے صرف ''ترک رفع یدین'' ہی ثابت ہے، جبکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایتوں میں اختلاف بھی ہے اور خود ان سے ''ترک رفع یدین'' بھی ثابت ہے۔

(۳) احادیث کے تعارض کے وقت صحابۂ کرام کے تعامل (عمل) کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے، جب ہم اس پہلو سے دیکھتے ہیں تو حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابوبکر اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم کا عمل ''ترک رفع یدین'' پاتے ہیں

جیسا کہ ان حضرات کے آثار پیچھے ''دلائل احناف'' کے ذیل میں گذر چکے ہیں، اور یہ حضرات صحابۂ کرام کے علوم کا خلاصہ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمدم سفر و حضر کے ساتھی ہیں، ان کے مقابلہ میں جن سے ''رفع یدین'' منقول ہے وہ زیادہ تر کمسن صحابہ ہیں جیسے حضرت ابن عمر اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم۔

(۴) اہل مدینہ اور اہل کوفہ کا تعامل ''ترک رفع یدین'' کا رہا ہے جبکہ دوسرے شہروں میں رافعین اور تارکین دونوں طرح کے لوگ موجود تھے۔

مدینہ طیبہ کے ''ترکِ رفع'' پر تعامل کی دلیل یہ ہے کہ علامہ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے ''بدایۃ المجتہد ج:۱ص:۲۵۷، مطبوعہ دار ابن حزم'' میں لکھا ہے کہ امام مالک نے ''ترک رفع یدین'' کا مسلک تعامل اہل مدینہ کو دیکھ کر اختیار کیا ہے، اور اہل کوفہ کے تعلق سے دلائل احناف میں تفصیل سے گذر چکا۔

(۵) نماز کی تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے افعال حرکت سے سکون کی طرف منتقل ہوئے ہیں، مثلاً پہلے نماز میں سلام و کلام جائز تھا پھر منسوخ ہو گیا، پہلے عمل کثیر مفسدِ صلاۃ نہ تھا پھر اسے مفسد قرار دیدیا گیا، پہلے التفات جائز تھا پھر اس کو منسوخ قرار دے گیا گیا، مثلاً احادیث میں ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ رَافِعُوْا اَيْدِيْنَا فِی الصَّلٰوةِ، فَقَالَ: مَا بَالُهُمْ رَافِعِيْنَ اَيْدِيَهُمْ فِی الصَّلَاةِ كَاَنَّهَا أَذْنَابُ الْخَيْلِ الشُّمُسِ؟ اُسْكُنُوْا فِی الصَّلَاةِ.

''سنن النسائی، حدیث: ۱۱۸۴، کتاب السھو، باب: السلام بالایدی فی الصلاۃ، وفی روایۃ المسلم، قُلْنَا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، وَاَشَارَ بِيَدِهٖ

اِلَی الْجَانِبَیْنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمِ، عَلامُ تُؤْمِئُوْنَ بِاَیْدِیْکُمْ کَاَنَّھَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمُسٍ؟ اِنَّمَا یَکْفِیْ اَحَدُکُمْ اَنْ یَضَعَ یَدَہُ عَلٰی فَخِذِہٖ، ثُمَّ یَسَلِّمُ عَلَی اَخِیْہِ مَنْ عَلٰی یَمِیْنِہٖ وَشِمَالِہٖ، مسلم حدیث: ۴۳۱، کتاب الصلاۃ باب: الأمر بالسکون فی الصلاۃ".

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم نماز میں اپنے ہاتھ اُٹھائے ہوئے تھے، تو آپ نے فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم نماز میں اپنے ہاتھوں کو اُٹھائے ہوئے ہو، گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُم ہیں، نماز میں پرسکون رہو۔

اور مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ہم: السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے دونوں جانب (دائیں اور بائیں طرف) اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کرتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیوں کرتے ہو ایسا لگتا ہے کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُم ہوں، تمہارے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ اپنے ہاتھ کو رانوں پر ہی رکھا رہنے دیا کرو اور اپنے دائیں بائیں اپنے بھائیوں کو سلام کر لیا کرو۔

اور مثلاً گفتگو کے بارے میں:

عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ: کَانَ الرَّجُلُ یُکَلِّمُ صَاحِبَہُ فِی الصَّلَاۃِ بِالْحَاجَۃِ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، حَتّٰی نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْآیَۃُ "حَافِظُوا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلَاۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ" فَاُمِرْنَا بِالسُّکُوْتِ.

"سنن النسائی حدیث: ۱۲۱۹، کتاب السهو، الکلام فی الصلاة".

ترجمه :زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دوران نماز آدمی اپنے ساتھی پاس میں نماز پڑھنے والے سے ضرورتاً گفتگو کرلیا کرتا تھا پھر یہ آیت نازل ہوگئی (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم نمازوں بالخصوص درمیانی نماز کی حفاظت کرو اور اللہ کے سامنے باادب کھڑے رہو) تو ہمیں پرسکون رہنے کا حکم دیدیا گیا۔

اور مثلاً التفات کے بارے میں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِی الصَّلَاةِ، فَقَالَ: اِخْتِلَاسٌ یَخْتَلِسُهُ الشَّیْطَانُ مِنَ الصَّلَاةِ.

"سنن النسائی حدیث: ۱۱۹۶، کتاب السهو، باب: التشدید فی الالتفات فی الصلاة"۔

ترجمه:حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں التفات (اِدھر اُدھر دیکھنے) کے بارے میں معلوم کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا یہ (شیطان کی) اچک ہے، اس کو شیطان نماز سے اچک لیتا ہے۔

اور مثلاً:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: کُنَّا نُسَلِّمُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَیَرُدُّ عَلَیْنَا السَّلَامَ، حَتّٰی قَدِمْنَا مِنْ أَرْضِ الْحَبْشَةِ، فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ، فَأَخَذَنِیْ مَا قَرُبَ وَمَا بَعُدَ،

فَجَلَسْتُ حَتَّی اِذَا قَضَی الصَّلَاۃَ قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یُحْدِثُ مِنْ أَمْرِہٖ مَا یَشَاءُ، وَاِنَّہٗ قَدْ اَحْدَثَ مِنْ اَمْرِہٖ اَنْ لَا یُتَکَلَّمَ فِی الصَّلَاۃِ.

"سنن النسائی حدیث: ۱۲۲۱، کتاب السھو، الکلام فی الصَّلاۃ"

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم (دوران نماز) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا کرتے تھے چنانچہ وہ بھی ہمارے سلام کا جواب (دوران نماز) دیا کرتے تھے، حتی کہ جب ہم ارض حبشہ سے آئے تو میں نے آپ کو سلام کیا، پس آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا تو مجھ کو قریب و بعید کے لوگوں نے گھورنا شروع کیا، تو میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ جب نماز پوری ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے احکامات میں سے جو چاہتا ہے، نیا حکم جاری فرما دیتا ہے، اور اب نیا حکم یہ آیا ہے کہ دوران نماز بات چیت نہ کی جائے۔

ان تمام احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ احکامات نماز میں تبدیلی ہوتی رہی ہے، یہی حال شاید رفع یدین کا بھی رہا ہو کہ پہلے پانچ جگہ پر مشروع رہا، پھر چار جگہوں پر، پھر تین اور آخر میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی مشروع رہ گیا۔

(۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے تمام رُواۃ فقیہ ہیں اور خود حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تمام راویوں کے مقابلہ میں "اَفْقَہ" ہیں، اور حدیث مسلسل بالفقہاء (یعنی جس حدیث کے تمام راوی فقیہ ہوں) دوسری احادیث کے مقابلہ میں راجح ہوتی ہے، اس اصول کو ہم ائمہ حدیث کی کتابوں سے آگے چل کر بیان کریں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ سرِ دست ہم مسلسل بالفقہاء والی روایت کے ذریعہ امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی رحمہما اللہ کا ایک مناظرہ پیش کرتے ہیں۔

مناظرۃ الامام الاعظم والاوزاعی:

اس سلسلہ میں اس مناظرہ کا ذکر مناسب ہوگا جو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان پیش آیا، وہ مناظرہ یہ ہے:

سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالْاَوْزَاعِيُّ فِيْ دَارِ الْحَنَّاطِيْنَ بِمَكَّةَ، فَقَالَ: الْاَوْزَاعِيُّ لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ مَابَالُكُمْ لَا تَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَكُمْ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ؟ قَالَ: اَبُوْ حَنِيْفَةَ لِأَجَلِ اَنَّهُ لَمْ يَصِحَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ شَيْءٌ قَالَ: كَيْفَ لَا يَصِحُّ وَقَدْ حَدَّثَنِيْ الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وِعِنْدَ الرُّكُوْعِ، وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ، فَقَالَ لَهُ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَحَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنِ اِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَلَا يَعُوْدُ لِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ الْاَوْزَاعِيُّ اُحَدِّثُكَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ اَبِيْهِ، وَتَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ حَمَّادٌ، عَنْ اِبْرَاهِيْمَ، فَقَالَ لَهُ اَبُوْ حَنِيْفَةَ كَانَ حَمَّاد اَفْقَهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ، وَكَانَ اِبْرَاهِيْمُ أَفْقَهُ مِنْ سَالِمٍ، وَعَلْقَمَةُ لَيْسَ بِدُوْنِ اِبْنِ عُمَرَ فِي الْفِقْهِ، وَاِنْ كَانَتْ لِاِبْنِ عُمَرَ صُحْبَةٌ، وَلَهُ فَضْلُ صُحْبَةٍ، فَالْاَسْوَدَ لَهُ فَضْلٌ كَثِيْرٌ وَعَبْدُاللّٰهِ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ، فَسَكَتَ الْاَوْزَاعِيُّ.

”مسند الامام الاعظم، من روایة صدر الدین موسیٰ بن زکریا الحصکفی، ص:۱۵۵، کتاب الصلاة، مسألة رفع الیدین، حدیث: ۹۷، مطبوعه مکتبة البشری، کراچی، پاکستان“.

ترجمہ: امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہما مکہ مکرمہ کے دارالحناطین میں جمع ہوئے، امام اوزاعی نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ تم نماز میں عندالرکوع اور رکوع سے اُٹھنے پر اپنے ہاتھ نہیں اُٹھاتے؟ تو امام ابوحنیفہ نے کہا، کیونکہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح (روایت) نہیں ملتی، (امام اوزاعی نے) فرمایا کیسے صحیح (روایت) نہیں ملتی، مجھ سے امام زہری نے حدیث بیان کی سالم کے واسطہ سے، انہوں نے اپنے والد ابن عمر سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بیشک آپ اپنے ہاتھ اُٹھایا کرتے تھے جب نماز شروع فرماتے، اور رکوع کے وقت اور رکوع سے اُٹھنے پر، تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی حماد نے ابراہیم کے واسطہ سے، اور ابراہیم نے علقمہ اور اسود کے ذریعہ انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نماز کے شروع ہی میں ہاتھ اُٹھایا کرتے تھے پھر کسی اور مقام پر نماز میں ہاتھ نہیں اُٹھاتے تھے، تو امام اوزاعی نے کہا میں آپ کو حدیث سنا رہا ہوں ”والزهري، عن سالم، عن أبيه“ کی سند سے، اور آپ کہہ رہے ہیں ”حدثني حماد، عن ابراهيم، عن علقمة والاسود، عن ابن مسعود“ تو ان سے امام ابوحنیفہ نے فرمایا حماد زہری سے زیادہ فقیہ ہیں،

اور ابراہیم سالم سے اور علقمہ فقاہت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کم نہیں اگر چہ ان کو صحبت رسول حاصل ہے، اور ان کو صحابی کا شرف حاصل ہے تو اسود کے بھی بہت فضائل ہیں اور عبداللہ تو عبداللہ ہی ہیں (ان کا تو کوئی مقابلہ ہی نہیں) تو یہ سن کر امام اوزاعی خاموش رہ گئے۔

اس مناظرہ میں ''**احدثک، عن الزهری، وتقول حدثنی حماد**'' اس جملہ سے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کا منشا یہ تھا کہ میری سند عالی ہے کیونکہ ان کی سند میں صحابی تک صرف دو واسطے ہیں ''زہری اور سالم'' اور جبکہ آپ کی سند میں صحابی تک تین واسطے ہیں ''حماد، ابراہیم، علقمہ'' لہٰذا ''**عُلُوِّ اسناد**'' کی بناء پر میری روایت راجح ہے۔

اس پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا ''**کان حماد افقه من الزهری، و کان ابراهیم افقه من سالم و علقمة لیس بدون ابن عمر فی الفقه و ان کانت لابن عمر صحبة و له فضل، و عبد اللّٰه هو عبد اللّٰه**''.

اس جواب پر امام اوزاعی خاموش ہو گئے، کیونکہ یہ جواب راویوں کی فقاہت کی بنیاد پر تھا۔

امام سرخسی اور شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہما اس مناظرہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:۔

فرجح حدیثه بفقه رُواته وهو المذهب لان الترجیح بفقه الرواة لا بعلو الاسناد.

(کتاب المبسوط لامام السرخسی ج: ۱ ص: ۱۴ مطبوعة دار المعرفة بیروت لبنان، فتح القدیر ج: ۱ ص: ۳۱۹، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطبوعة دار الکتب العلمیة بیروت لبنان.

امام ابوحنیفہؒ نے اپنی حدیث کو اس کے راویوں کی فقاہت کی بنیاد پر ترجیح دی یہی صحیح مذہب ہے، کیونکہ (حدیث کو) ترجیح راویوں کے فقیہ ہونے پر دی جاتی ہے نہ کہ عُلُوّ سند کی بنیاد پر۔

قابلِ نظر دو باتیں:

یہاں دو باتیں قابل نظر ہیں، ایک یہ کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ فرمایا کہ علقمہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فقہ میں کم نہیں اگر چہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو شرفِ صحابیت حاصل ہے، اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے جو ابو نعیم نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں نقل کی ہے دیکھئے:

''عَنْ قَابُوْسِ بْنِ اَبِیْ ظَبْیَانَ قَالَ: قُلْتُ لِاَبِیْ لِاَیِّ شَیْءٍ کُنْتَ تَأْتِیْ عَلْقَمَةَ، وَتَدَعُ أَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: رَأَیْتُ أَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَسْأَلُوْنَ عَلْقَمَةَ وَیَسْتَفْتُوْنَهٗ.

''حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء ج:۲ ص:۹۸، تذکرہ ۱۶۴ مطبوعة دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع''.

ترجمہ: قابوس بن ابوظبیان سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والدمحترم سے پوچھا کہ آپ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر علقمہ کے پاس کیوں جاتے ہو؟ تو ابوظبیان نے (جواب میں) فرمایا کہ میں نے خود اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو علقمہ سے سوال کرتے اور پوچھتے ہوئے دیکھا ہے (کہ وہ ان سے فتویٰ طلب کرتے ہیں)۔

دوسری بات:

یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''عُلُوّ اسناد'' کے مقابلہ میں راویوں کے افقہ ہونے کو ترجیح دی۔ ترجیح کا یہ طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد:

''وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰی مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ''.

''سنن ابن ماجه، حديث: ٢٣٠، باب من بلّغ علما، سنن ابی داؤد، حديث: ٣٦٦٠، كتاب العلم، باب: فضل نشر العلم''.

سے ماخوذ ہے، جس سے معلوم ہوا کہ راوی میں فقاہت کی صفت، ایک مطلوب اور قابلِ ترجیح صفت ہے۔

پھر ''الترجيح بفقه الرواة لابعلوا الاسناد'' یہ صرف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہی اصول وضابطہ نہیں بلکہ دوسرے محدثین بھی اسے تسلیم کرتے ہیں، چنانچہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''معرفة علوم الحديث'' میں اپنی سند کے ساتھ علی ابن خشرم کا یہ قول نقل کیا ہے۔

قَالَ لَنَا وَكِيعٌ، اَیُّ الْاِسْنَادَیْنِ اَحَبُّ اِلَیْكُمْ، اَلْاَعْمَشُ، عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ. (٢) اَوْ سُفْیَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ اِبْرَاهِیْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ؟

فَقُلْنَا: اَلْاَعْمَشُ، عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ: فَقَالَ: یَا سُبْحَانَ اللّٰهِ (١) اَلْاَعْمَشُ شیخ: وَأَبُوْا وَائِلٍ شَیْخٌ.

(٢) وَسُفْیَانُ فَقِیْهٌ، وَمَنْصُوْرٌ فَقِیْهٌ. وَاِبْرَاهِیْمُ فَقِیْهٌ، وَعَلْقَمَةُ فَقِیْهٌ، وَحَدِیْثٌ یَتَدَاوُلُهُ الْفُقَهَاءُ خَیْرٌ مِنْ أَنْ یَتَدَاوَلُهُ الشُّیُوْخُ.

''معرفة علوم الحديث، امام حاكم نيساپوری، ص: ١٢٣، ذكر اول نوع من انواع علوم الحديث''. مطبوعه دار ابن حزم''

ترجمہ: ہم سے وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا آپ کے نزدیک دونوں سندوں سے کونسی سند زیادہ پسندیدہ ہے یعنی۔

(۱) الاعمش، عن ابی وائل، عن عبد اللّٰہ، یا (۲) سفیان، عن منصور، عن ابراھیم، عن علقمۃ عن عبداللّٰہ؟

علی ابن خشرم فرماتے ہیں میں نے جواب دیا: ''**الاعمش، عن أبی وائل**'' تو وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے تعجب سے فرمایا، اعمش تو صرف محدث ہیں اور ابو وائل بھی محدث ہیں۔

اور سفیان فقیہ ہیں، منصور فقیہ ہیں، ابراہیم فقیہ ہیں اور علقمہ بھی فقیہ ہیں اور جس حدیث مسلسل کو فقہاء کرام لیں وہ حدیث زیادہ بہتر ہے اس حدیث سے جس کو شیوخ نے (محدثین) لیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ عام محدثین کے نزدیک بھی حدیث مسلسل بالفقہاء ''عُلُوّ اسناد'' کے مقابلہ میں راجح ہے اسی لئے احناف نے حدیث عبداللہ ابن مسعود کو ''ترک رفع یدین'' کے سلسلہ میں ترجیح دی۔

تمام فقہاء ترک رفع یدین کے قائل تھے:

اسلام کی ابتدائی دو صدیوں میں اکثر فقہاء محدثین ''ترک رفع یدین'' پر عامل تھے۔

حَدَّثَنِیْ اِبْنُ اَبِیْ دَاوُدَ قَالَ: ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنَس، قَالَ: ثَنَا اَبُوْبَکْرُ بْنُ عَیَّاشٍ قَالَ: مَا رَأَیْتُ فَقِیْهًا قَطُّ یَفْعَلُهُ، یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِیْ غَیْرِ التَّکْبِیْرَةِ الْاُوْلٰی.

''شرح معانی الآثار ج: ۱ ص: ۲۲۸ حدیث: ۱۳۶۷، شرح

مشکل الآثار ج:۱۵ ص:۵۱ مطبوعة مؤسسة الرسالة بیروت"

ترجمہ: ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے کسی فقیہ کو کبھی بھی تکبیر اولیٰ کے علاوہ "رفع یدین" کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

ان دلائل کی روشنی میں واضح ہو گیا، کہ احناف کا تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر مقامات پر "رفع یدین" نہ کرنا قرآن وحدیث، آثار صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کے مسلک اور مزاج کے مطابق ہے۔

تمت بالخیر

مراجع ومصادر

(۱) قرآن مجید.
(۲) صحیح بخاری.
(۳) صحیح مسلم.
(۴) سنن ابی داؤد
(۵) سنن ترمذی.
(۶) سنن نسائی.
(۷) سنن ابن ماجه.
(۸) قدوری.
(۹) هدایه.
(۱۰) نیل الفرقدین.
(۱۱) مسند احمد بن حنبل.
(۱۲) المحلی بالآثار.
(۱۳) مسند ابی عوانه.
(۱۴) مسند حمیدی.
(۱۵) معرفة السنن والآثار للبیهقی.
(۱۶) سنن الدار قطنی.
(۱۷) السنن الکبری للبیهقی.
(۱۸) شرح معانی الآثار.
(۱۹) الکامل لابن عدی.
(۲۰) میزان الاعتدال.

(۲۱) مسند الامام ابی حنیفة بروایة ابی نعیم الاصبهانی.
(۲۲) کتاب رفع الیدین للبخاری.
(۲۳) مصنف ابن ابی شیبة.
(۲۴) الخلافیات للبیهقی.
(۲۵) الدرایة فی تخریج احادیث الهدایة.
(۲۶) التحقیق فی احادیث الخلاف، لابن جوزی.
(۲۷) الأنساب للسمعانی.
(۲۸) اللباب فی تهذیب الانساب.
(۲۹) تبصیر المنتبه بتحریر المشتبه.
(۳۰) جذوة المقتبس فی ذکر ولاة الاندلس.
(۳۱) بغیة الملتمس فی تاریخ رجال اهل الاندلس.
(۳۲) سیر اعلام النبلاء.
(۳۳) تاریخ بغداد.
(۳۴) الثقات من لم یقع فی الکتب الستة.
(۳۵) تقریب التهذیب.
(۳۶) سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة.
(۳۷) المواهب اللطیفة شرح مسند الامام ابی حنیفة.
(۳۸) شرح سنن ابن ماجه للمغلطائی.
(۳۹) القند فی ذکر علماء سمر قند.
(۴۰) کتاب الحجة علی أهل المدینة.
(۴۱) المصنف لعبد الرزاق.
(۴۲) اخبار الفقهاء والمحدثین.

(۴۳) تاریخ الثقات للعجلی.
(۴۴) الاستذکار.
(۴۵) التمهید.
(۴۶) فقه سفیان الثوری.
(۴۷) تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس.
(۴۸) دلائل النبوۃ للبیهقی.
(۴۹) کتاب الجرح والتعدیل.
(۵۰) تفسیر السمرقندی المسمیٰ بحر العلوم.
(۵۱) المعجم الاوسط للطبرانی.
(۵۲) معجم الزوائد و منبع الفوائد.
(۵۳) شرح مشکل الآثار.
(۵۴) مؤطا امام مالک.
(۵۵) مسند الامام الاعظم من روایة صدر الدین موسیٰ بن زکریا.
(۵۶) کتاب المبسوط لامام السرخسی.
(۵۷) حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء.
(۵۸) معرفة علوم الحدیث.
(۵۹) درس ترمذی.
(۶۰) تحفة الالمعی.
(۶۱) معرفة الثقات.